بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

بچوں کی اسلامی تربیت کیسے کریں؟

(ماں باپ کو غفلت سے جگانے والی کتاب)

تصنیف

عبداللہ صدیقی

〈ریسرچ اسکالر آف ایمانیات〉

زیر سرپرستی

مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد

ناشر

عظیم بک ڈپو، نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی اجازت ہے)

نام کتاب: بچوں کی اسلامی تربیت کیسے کریں؟

مصنف: عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی: مولانا محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری

سنہ طباعت: ۲۰۱۰ء

کتابت: سید عزیز الدین قاسمی

تعداد: ۵۰۰

حیدرآباد آندھراپردیش میں کتابیں ملنے کا پتہ

Officemate Stationery

Beside Ganga-jamuna Hotel, Opp Mahdi Function Hall, Lakdi ka pull Hyderabad. A.P. India
Cell: 9391399079, 9966992308

ناشر

عظیم بک ڈپو نزد جامع مسجد دیوبند، یوپی۔انڈیا

اگر آپ کو امت مسلمہ کا درد ہے تو اس کتاب کو اپنے خاندان، رشتہ داروں اور دوست احباب کو تحفہ دے کر امت کے بچوں کی تربیت کی فکر کیجئے اور آخرت میں ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ بنائیے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچوں کی تعلیم وتربیت میں کن کن نفسیات کا خیال رکھنا ہوگا؟

یَآ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا O (التحریم: ٦)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ“۔

O ترمذی کی حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کا بہترین تحفہ وعطیہ اولاد کے لئے ان کی صحیح تعلیم وتربیت ہے۔

O اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ ہر ایک کو اپنے اپنے ماتحتوں کے بارے میں قیامت کے دن جواب دینا پڑے گا۔ (متفق علیہ)

اسلام کی تعلیم وترغیب سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسلمان ماں باپ صرف اپنی اصلاح کی حد تک ہی ذمہ دار نہیں ہیں، بلکہ ان کو اپنی اولاد پر محنت کر کے ان کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین سے واقف کرانا، دین کے احکام پر چلانا اور اللہ تعالیٰ کا مطیع وفرمانبردار بنانا ان کی خاص ذمہ داری ہے، ورنہ وہ بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو جواب دہ رہیں گے۔

ماں باپ ہی بچہ کو صحیح مسلمان بنا سکتے ہیں

O باشعور اور دیندار ماں باپ اپنی اولاد کی دنیا کے ساتھ ساتھ دین کی حفاظت کرنے اور ان کی دنیا کے ذریعہ آخرت سنوارنے کی بھرپور محنت کرتے ہیں، وہ ان کے عقائد واعمال کو صحابہؓ جیسے بنانے کی دن رات فکر کرتے ہیں، ان کی تمام تر کوشش، خواہش اور چاہت یہ ہوتی ہے کہ ان کے بعد ان کی نسل میں اسلام زندہ رہے اور ان کی اولاد مسلمان باقی رہے، دین و اسلام کو کمزور کرنے والی نہ بنے، ان کے ذریعہ دین واسلام دنیا کے دوسرے انسانوں تک پہنچے، وہ دن رات اسی فکر کو ذہن میں رکھ کر اپنی اولاد کی تربیت کرتے ہیں۔

دین سے غافل دنیا دار فاسق وفاجر انسان اپنی اولاد کی صرف دنیا سجا کر دنیا کی حد تک

ہی فکر کرتے ہیں، وہ اپنی پوری فکر، توانائی، محنت، اولاد کی دنیا کی کامیابی اور دنیادار بنانے پر خرچ کرتے ہیں، اس کیلئے وہ حرام وحلال کا تصور رکھے بغیر اپنی اولاد کو دنیا کی اونچی ڈگریاں دلانے کی کوشش کرتے ہیں، ان کو ہمیشہ یہ فکر رہتی ہے کہ ان کی اولاد ان کے بعد ان سے اچھی زندگی گذارے، خوب کمانے والی بنے، ان کو اپنی اولاد میں دین کے ہونے نہ ہونے، اللہ تعالیٰ اور رسول ؐ سے تعلق رکھنے نہ رکھنے کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ دین پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور دین کے مقابلہ دنیا کی بربادی کو پسند نہیں کرتے، وہ ہمیشہ فکر رکھتے ہیں کہ ان کے بعد ان کی اولاد کا کیا ہوگا؟ اگر یہ ڈاکٹر، انجینئر اور بڑی بڑی ڈگریوں والے نہ بنیں گے تو خاندان اور معاشرہ میں ان کی ناک کٹ جائے گی، ایسے لوگوں کی اولاد صرف جسم کے نام سے مسلمان بنی رہتی ہے۔

O قرآن مجید نے ماں باپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر کر کے خاص طور پر یہ تعلیم دی کہ وہ اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے عبد اور بندے بنے رہنے کی تلقین کیسے کرتے تھے اور یعقوب علیہ السلام کہ جب وہ دنیا سے جا رہے تھے اپنی اولاد کو بلا کر ان کے بارے میں فکرمند رہنے کے واقعہ کو پیش کر کے یہ تعلیم دی کہ انہوں نے اپنی اولاد سے پوچھا: کہ تم لوگ میرے بعد کس کی عبادت واطاعت کروگے؟ کس دین پر رہوگے؟ اسی طرح حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو مختلف طرح نصیحت کر کے تربیت کرنے کو بیان کر کے مسلمان والدین کی رہنمائی فرمائی، اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اولاد کو اس قابل بنائیں کہ ان کے بعد دین ان میں زندہ رہے اور وہ دین کے وارث بنیں، کوئی بھی انسان صرف مسلمان ماں باپ کے پیٹ میں پیدا ہوجانے سے دین کا وارث نہیں بن جاتا، ماں باپ کی محنت، کوشش، چاہت اور دعاؤں سے اس انسان میں حقیقی اسلام آسکتا ہے۔

ماں باپ ہی اپنی اولاد کو جنتی یا جہنمی راستے پر ڈال سکتے ہیں

O جس طرح کسان زمین پر محنت نہ کرے تو زمین بنجر ہوجاتی ہے، اس میں کانٹے دار جھاڑیاں پیدا ہوجاتی ہیں اور زہریلے کیڑوں، سانپوں، بچھوؤں کا مقام بن جاتی ہے۔

O جس طرح برتن بنانے والا کمہار چاہے تو مٹی سے پاخانے کا برتن بنادے یا چاہے تو

صراحی اور کھانے کا برتن بنا دے، بالکل اسی طرح ماں باپ چاہیں تو اولاد کو جنتی راستے پر چلا دیں یا چاہیں تو ان کی آخرت برباد کر کے دوزخی راستے پر چلا دیں، مگر ایمان کی کمی، اللہ کی پہچان نہ ہونے اور آخرت کی کمزوری کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت کی فکر اور سوچ بھی بے دینوں، دین بیزاروں، فاسقوں، فاجروں، منافقوں اور مشرکوں جیسی ہوگئی ہے، جس کی وجہ سے مسلمانوں کی اولاد میں دین سے دوری ہی دوری پیدا ہوتی جارہی ہے، چنانچہ ماں باپ کے تربیت نہ کرنے کی وجہ سے دوسری قومیں مسلمانوں کو لڑاکو، غنڈے، بے ایمان، بداخلاق، دھوکہ باز، فریبی، چور، لُٹیرے اور انسانیت سے دور محسوس کر رہے ہیں۔

بچوں کی تربیت کیلئے ماں باپ کا کچھ دنیوی تعلیم پانا بھی ضروری ہے

O موجودہ زمانہ میں اہل اللہ کی کمی، اسلامی ماحول و معاشرہ کی کمی اور قرآن سے دوری کی وجہ سے ماں باپ کو کم سے کم میٹرک یا انٹر تک تعلیم حاصل کرنا چاہئے، موجودہ زمانہ میں دین کا اور قرآن کا فہم حاصل کرنے کے لئے کچھ دنیوی تعلیم بھی بہت اہمیت رکھتی ہے، اس سے قرآن مجید اور دین و اسلام کو سمجھنے میں بہت آسانی ہوجاتی ہے، موجودہ زمانہ میں جو ماں باپ اَن پڑھ ہوتے ہیں، وہ زیادہ تر جہالت، کم عقلی، بے شعوری اور بے ڈھنگے پن کے بہت زیادہ شکار ہوتے ہیں، وہ اپنی اولاد کو اسلام کی تہذیب و تمدن اچھی طرح نہیں سمجھا سکتے، ان کے سوچنے سمجھنے کا معیار بہت گرا ہوا ہوتا ہے، ایسی مائیں اپنی اولاد کو نہ دین کی باتیں پڑھا سکتی ہیں اور نہ سمجھا سکتی ہیں، ان کے مردوں کا زیادہ وقت کمائی میں گذر جاتا اور وہ تھک تھکا کر گھر آتے ہیں، موجودہ زمانہ میں جو لوگ دنیا کی تعلیم حاصل کر کے دین سے دور ہوئے ہیں اس کی وجہ دنیوی تعلیم نہیں بلکہ ان کو یا تو دنیا کی تعلیم یکطرفہ دی جاتی ہے یا پھر دنیا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم روایتی اور بے شعوری کے انداز میں دی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ دنیا کی ڈگریاں رکھ کر دین بیزار ہوتے ہیں، ان کی یہ حالت دیکھ کر اکثر مسلمان اپنی لڑکیوں کو دنیوی تعلیم دلانا پسند نہیں کرتے، گھر کا ماحول اسلامی انداز کا رکھتے ہوئے لڑکیوں کو اسلامی آداب، طور طریقوں اور اسلامی ذہن سازی شعور کے ساتھ کرتے ہوئے دنیوی تعلیم

دلائیں تو دنیا کی تعلیم آنے کے بعد بھی وہ دیندار رہیں گی، اَن پڑھ اور جاہل ماں باپ میں اختلافات، بحث وتکرار، سوال وجواب اور زبان درازی کا ماحول بہت ہوتا ہے اور ماں باپ میں جنگلی پن بہت ہوتا ہے، انکی گفتگو میں مٹھاس اور سلیقہ وطریقہ نہیں ہوتا، جو اولاد پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، دنیا میں اچھے لوگوں، اچھے خاندانوں کی بقاء وشناخت انکے تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ لوگوں سے ہوتی ہے، اَن پڑھ ماں باپ میں عقل وشعور کا معیار بہت کم ہوتا ہے اور سمجھ بوجھ بہت کمزور ہوتی ہے۔

بچوں کی تربیت ماں کے پیٹ سے شروع ہو جاتی ہے

O ہر چیز کی مضبوطی کا تعلق بنیاد سے ہے، اگر بنیاد مضبوط ہو گی تو عمارت اچھی طرح ٹھہر سکتی ہے، جس طرح ہر چیز میں بنیاد اصل کی حیثیت رکھتی ہے، اسی طرح انسانی نشو ونما میں تربیت اصل کی حیثیت رکھتی ہے، اگر بچپن میں بنیاد مضبوط نہیں کی گئی تو پھر انسان آئندہ کی زندگی میں کمزور ہوتا ہے، چنانچہ بچہ کی تربیت ماں کے پیٹ سے شروع ہو جاتی ہے، گویا بچہ کی تربیت کا سب سے اہم زمانہ بچپن ہی ہوتا ہے، اس کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے، بچپن میں پڑی ہوئی تمام عادتیں انسان کی گھٹی میں جڑ پکڑتی اور تحت الشعور میں بیٹھ جاتی ہیں، جس طرح درخت جب تک پودا ہوتا ہے اس کو جدھر چاہے موڑ دیا جاسکتا ہے، درخت بن جانے کے بعد موڑا نہیں جاسکتا، ویسے ہی بچہ کی اچھی یا بری عادتوں اور اوصاف وصفات کے بنانے کا زمانہ بچپن ہی ہے، اسی نفسیات کو جان کر نصاریٰ پوری دنیا میں LKG سے High School (ہائی اسکول) کھولتے ہیں وہ دوسری قوموں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو نصرانی کلچر میں ڈھالنے کے لئے LKG سے محنت کرتے ہیں، حالانکہ چھوٹے بچوں کو پڑھانا بہت دشوار اور مشکل کام ہے، وہ کالج بہت کم کھولتے ہیں، ان کو چھوٹے چھوٹے انسانی پودے چاہئے، اسی لئے ماں باپ حمل ٹھہرتے ہی بچہ کی تربیت کے لئے اپنا ماحول تیار کریں۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

بچہ ماں کے پیٹ سے صرف غذا ہی حاصل نہیں کرتا بلکہ دل ودماغ کے احوال بھی جذب کرتا ہے

ماں کو نفسیاتی طور پر سب سے زیادہ بچہ پر محنت کرنی ہوگی، بچہ کو پیٹ میں رکھ کر غافل اور بے شعور نہ رہنا چاہیئے، شروع کی فکر اور مزاج ہی سے بچہ اسلام پسند، توحید کا شیدائی، شرک سے نفرت، شرافت، شریف النفس، اچھے اخلاق اور نیکیوں کو پسند کرنے والا، برائی سے نفرت کرنے والا اور اللہ کی عبادت کا شوقین طبیعت ومزاج والا بن سکتا ہے، ماہر نفسیات کہتے ہیں کہ حمل کے دوران جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو پیدائش تک اور دودھ پینے کی عمر تک جس طرح وہ اپنی غذا ماں کے پیٹ میں گئی غذا سے حاصل کرتا ہے، اسی طرح سوچ وفکر، خیالات، صحیح و غلط عقیدہ، نیکیوں سے محبت، برائیوں سے نفرت، اچھے برے اخلاق کے اثرات، کیفیاتِ طبیعت اور مزاج سب کچھ ماں ہی کے دل ودماغ سے اخذ کرتا ہے۔

بظاہر ہم سمجھتے ہیں کہ بچہ ماں کے بدن سے صرف اپنی جسمانی غذا حاصل کر رہا ہے اور وہاں صرف اس کے اعضاء بن رہے ہیں، نہیں بلکہ اعضاء کے ساتھ ساتھ وہ طبیعت اور مزاج کو بھی اخذ کرتا رہتا ہے اور ان ایام میں ماں پر جتنے اچھے بُرے حالات، طبیعت اور مزاج بنتے ہیں ان کے اثرات بھی غذا کی طرح حاصل کرتا رہتا ہے۔

O مسلم ماہرینِ نفسیات کا کہنا ہے کہ حمل کے دوران مسلمان کو اپنی نسل کی حفاظت کرنا ہو تو اپنی عورتوں کو سکون و راحت عطا کریں، لڑائی جھگڑا، غصہ، مار پیٹ، گالی گلوج جیسی باتوں سے دور رہ کر اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھیں، حمل کے دوران جس طرح ماں کو طاقتور غذائیں پھل پھلاری کھلا کر بچہ کو صحتمند رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح ماں کے دل ودماغ پر اللہ تعالیٰ کی محبت، شکر، احسانات اور اللہ تعالیٰ کی یاد کا غلبہ زیادہ سے زیادہ پیدا کیا جائے تاکہ بچہ کے دل ودماغ میں بھی توحید کے جذبات واحساسات منتقل ہوتے رہیں، ان ایام میں ماں کے ذہن پر شرک سے نفرت ہو، بار بار اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتی رہے اور

شعور کے ساتھ کلمہ طیبہ یا سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کی تسبیح پڑھتی رہے، اس کے لئے ہماری کتاب''**سبحان اللہ الحمد للہ اور اللہ اکبر کو کس شعور سے پڑھیں**''ماؤں کو پڑھایئے اور ''**کلمہ طیبہ کو سمجھانے کا طریقہ**'' بھی پڑھایئے، اس سے خالص توحید اور اللہ کی پاکی و بڑائی ماں کے ذہن و دماغ میں بیٹھ جائیگی، ان ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور صحابہؓ کی زندگی کے واقعات پڑھایئے اور ہماری کتاب''**پیغمبر پر ایمان لانے کی شرائط**'' بھی پڑھایئے، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق پیدا کرنے کا خاص اثر ماں کے دل و دماغ میں پیدا ہوگا جو بچہ کو فطری طور پر ماں سے ملے گا اور بچہ کی طبیعت و مزاج کی گھٹی میں اللہ اور رسول پر صحیح طریقہ سے ایمان کے جذبات اتر سکیں گے، ماں کو حلال رزق کھلایا جائے تا کہ ماں کے بدن میں پاکیزہ خون تیار ہو کر بچہ کی طبیعت اور مزاج میں پاکیزگی پیدا ہوتی رہے، ماں کو گندی عشق و عاشقی کی ناولوں، ٹی وی کے گندے مناظر، بے حیائی و بے شرمی اور زنا کے خیالات اور بے نمازی پن اور ذکر سے غافل ہونے نہ دیا جائے، ورنہ بچہ کے ذہن و دماغ کی گھٹی میں بھی منفی جذبات و اثرات بیٹھ جائیں گے، چنانچہ اکثر زانی عورتوں کی اولاد زانی اور ناچ گانا کرنے والی کی اولاد ناچ گانا کرنے والی ہوتی ہے، چور، ڈاکو، لٹیرے، پاکٹ ماروں، جوے بازوں کی اولاد اکثر جرائم پیشہ ہی ہوتی ہے، انسانی تاریخ بتلاتی ہے کہ پیغمبروں سے زیادہ تر پیغمبروں ہی کی نسل چلی، نیک و صالح عورتوں سے اکثر بڑے بڑے نیک اور صالح انسان دنیا میں آئے، غرض ماں پر اچھے یا برے احوال و اعمال سے بچہ کے دل و دماغ اور طبیعت میں بھی اچھے برے جذبات پیوست ہونا اور گھٹی میں بیٹھنا شروع ہو جاتے ہیں اور جسم کے ساتھ ساتھ اس کی طبیعت اور مزاج بھی ماں کے ذریعہ بنتے رہتے ہیں، جس طرح حرام مال کھلانے سے حرام مال کے اثرات بچہ میں بھی آتے ہیں، اسی طرح ماں کے اچھے برے احوال بچہ میں منتقل ہوتے ہیں، اس لئے گھر کے افراد کا کام ہے کہ ان ایام میں خاص طور پر ماں پر ظلم نہ کریں، غصہ، ڈانٹ ڈپٹ سے دور رہیں اور خوش اخلاقی، نرمی اور محبت کا سلوک کریں، ماں کے دماغ کو ٹینشن نہ دیں، ورنہ آپ کی اولاد ہی کی بربادی ہے، اگر آپ ایک انسان بنانے والی مشین میں خرابیاں پیدا کریں گے تو یقینی بات ہے کہ اس سے

ناقص، بگڑا ہوا، عیب دار اور خراب مال ہی نکلے گا، یہ دراصل ماں کو ٹینشن دے کر اس سے نکلنے والے مال کو برباد کرنا ہے، ماں کو بھی چاہئے کہ وہ گھر کے افراد کی طرف سے سہولت و محبت ملنے پر اس کا احترام کرے اور زیادہ ہی ناز و نخرے نہ کرے اور گھر کے افراد کو یہ موقع فراہم نہ کرے کہ وہ اس پر غصہ ہونے، ڈانٹنے اور جھگڑا کرنے پر آئیں، ماں بھی ان ایام میں عاجزی، انکساری، نرمی اور اخلاق و محبت کے ساتھ، ہنسی خوشی کا ماحول بنائے رکھے، اس سے پیٹ میں پلنے والے بچے پر خاص اثرات و کیفیات پیدا ہونگے۔

ماہرین طب کہتے ہیں کہ ماں میں ٹینشن، ذہنی دباؤ، غصہ، پریشانی اور چڑ چڑے پن سے جسم کے ہارمونس کے کیمیائی عوامل میں زبردست تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں، ڈر اور خوف سے جسم کے چند خاص غدود سے زہریلے مادّے خارج ہوتے ہیں، جسکی وجہ سے ماں کی بھوک اور نیند ختم ہوتی، وہ چکر، دردِ سر، تھرتھراہٹ اور اختلاج میں مبتلا ہو جاتی ہے، جسکا بچہ کی صحت پر بھی اثر پڑ سکتا ہے، یا تو وہ پیدا ہونے سے پہلے ہی کمزور و ناتواں پیدا ہوتا ہے یا اس کا وزن کم ہو کر بیمار رہتا ہے یا اسکا ہاضمہ خراب رہتا ہے اور بہت دنوں تک بچہ کی طبیعت میں بھی چڑ چڑا پن، رونا اور غصہ رہتا ہے، اسی طرح ماں اگر غصہ یا ٹینشن اور پریشانی کی حالت میں دودھ پلائے تو بچہ میں بدہضمی، اجابت اور بھولنے کی عادت پیدا ہو سکتی ہے، یا وہ کند ذہن بن سکتا ہے، پُرسکون و خوش مزاجی کی حالت میں دودھ پینے والے بچے ذہنی اعتبار سے بہت تیز ہوتے ہیں، پُرسکون حالت میں ماں کا دودھ پینے سے بچہ کی دماغی نشو و نما بہت تیزی سے پروان چڑھتی ہے، غیر مسلم حالت حمل کے دوران اپنے کمروں میں خوبصورت بچوں کی فوٹو لگائے رکھتے ہیں تا کہ ماں کے ذہن و دماغ میں ہمیشہ خوبصورت بچہ کا تصور رہے، یہ اسی نفسیات کا اثر ہے، خوبصورت بچوں کی فوٹو لگانے کے بجائے خوبصورت اخلاق کے انسان ماں کے اطراف ہوں تا کہ ماں کے ذہن پر اخلاق حسنہ کا غلبہ رہے، اکثر لوگ واقف نہ ہونے کی وجہ سے شراب پی کر آتے ہیں یا غصہ اور جہالت کی وجہ سے ان ایام میں بھی بات بات پر گالی گلوج کرتے اور عورت کی پٹائی بھی کرتے اور بھوکا پیاسا رکھ کر تکلیف پہنچاتے ہیں اور اپنی نسل کی بربادی کے حالات بناتے رہتے ہیں، ساس بہو کے جھگڑے بھی، پیدا ہونے والے بچے پر

بہت زیادہ بُرے اثرات ڈالتے ہیں، اسی طرح ماہرین طب کہتے ہیں: کہ عقیقہ کے بعد استرے سے سر مونڈنے سے سر کے بند مسامات پوری طرح کھل جاتے ہیں اور بچہ کی بصارت، سماعت اور سونگھنے کی قوتوں کو طاقت ملتی ہے اور وہ صحتمند ہو جاتا ہے، حمل کے دوران مسامات میں ماں کے پیٹ کی رطوبات اور خراب خون بھی جم سکتا ہے، بال نہ نکال کر صرف صابن سے نہلانے سے مسامات نہیں کھلتے، بعض لوگ دو دو سال تک منت کے نام پر بال ہی نہیں نکالتے یا رسم ورواج کی خاطر دیر سے نکال کر بچہ کو تکلیف میں مبتلا رکھتے ہیں۔

تعلیم وتربیت دو الگ الگ چیزیں ہیں!

بچہ کی نشو ونما میں تعلیم وتربیت دونوں بہت ضروری ہیں، صرف تعلیم دینے سے انسان میں تعلیم کے جوہر نظر نہیں آتے اور نہ وہ انسانیت کا ہیرا بن سکتا ہے، جسطرح پتھر اپنی جگہ ایک غیر تراشا ہوا ہیرا ہوتا ہے، اسی طرح انسان تربیت سے پہلے غیر تراشا ہوا انسانی پتھر ہوتا ہے، جب اسکی تربیت کی جاتی ہے تو وہ انسانی شاہکار بنتا ہے اسلئے تعلیم ایک الگ چیز ہے اور تربیت ایک الگ چیز، اس کو ہم آسانی سے جانوروں میں سمجھ سکتے ہیں، جانور اپنے بچوں کو علم دیئے بغیر جو کچھ سکھاتے ہیں وہ سب تربیت ہی کا ایک حصہ ہے، جس سے بچے خاص خاص طریقوں کو زندگی کے مختلف شعبوں میں ادا کرکے زندگی گذارتے ہیں، تربیت کی مثال ایسی ہے جیسے اگر درخت کو پانی نہ ملے تو وہ سرسبز وشاداب نظر نہیں آتا، اسکے پھل اور پھول میں تروتازگی نہیں ہوتی، وہ دھول گرد میں مرجھایا ہوا رہتا ہے اور پانی ملے تو پھر پوری بہار دکھاتا ہے، بالکل اسی طرح انسان کو تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت ملتی رہے تو وہ تعلیم کا پورا نور اور روشنی ظاہر کرسکتا ہے، ورنہ دنیا میں ہزاروں ایسے انسان گذرے ہیں جو بڑے بڑے تعلیم یافتہ تھے مگر تربیت کے نہ ملنے کی وجہ سے ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ ظلم کیا، غرور وتکبر میں مبتلا ہو کر متکبرانہ زندگی گذاری، غریب ونادار لوگوں کے ساتھ اونچ نیچ، گالی گلوج اور بے عزتی کا برتاؤ کیا، مساواتِ انسانی سے دور رہے، ہمیشہ نام ونمود، فضول خرچی اور حرام کاموں میں مبتلا رہے، عمدہ اخلاق کے بجائے اخلاق رذیلہ کا شکار ہوئے اور جب انسان کو عمدہ تربیت ملتی جاتی ہے تو وہ دنیا میں

مثالی انسان بن جاتا ہے، جیسے صحابہ کرامؓ تھے۔ بے شعور لوگ اپنے بچوں کی تربیت کئے بغیر جانوروں اور جنگلی طریقوں پر پالتے ہیں اور اپنی اولاد کو انسان نما جانور بنا دیتے ہیں۔

جوان ہونے سے پہلے کا زمانہ ہی اصل تربیت کا زمانہ ہے

انسانوں کی تربیت کیلئے جوان ہونے سے پہلے بچپن ہی کا زمانہ اصل تربیت کا زمانہ ہے، ماں باپ بچپن میں بچہ کے ذہن و دماغ اور شعور میں جو بیج ڈالیں گے اسی کا پھل وہ بچے سے جوانی میں پائیں گے، جانوروں میں بھی تمام جانور اپنے بچوں کی تربیت بچپن ہی میں کرتے ہیں، جانور بڑے ہونے تک پورے تربیت یافتہ ہوجاتے ہیں، وہ بچے کے بڑے ہوجانے کے بعد کوئی تربیت نہیں کرتے اور نہ بچوں کے بڑے ہونے کا انتظار کرتے ہیں، اسی طرح انسان کی تربیت کا زمانہ بھی بچپن ہی کا زمانہ ہے، اس میں اس کے عادات، خیالات، سوچ، مزاج، پسند اور چاہت کو بنایا یا بگاڑا جاسکتا ہے، عام طور پر بچوں کے بگڑنے کی بہت بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ جب وہ چھوٹے ہوتے ہیں تو ماں باپ انکو عقل و شعور سے معذور، کم عقل اور ناسمجھ تصور کرکے غفلت برتتے ہیں اور انکی اصلاح و تربیت نہیں کرتے، انکی ذہن سازی نہیں کرتے، ان کو عقل و سمجھ نہیں دیتے، انکو اپنی عقل استعمال کرنے کی ترغیب نہیں دیتے، ان کی عقل و فہم کو بڑھانے کی محنت نہیں کرتے، ان کو اچھائی کی تعلیم اور برائی سے نفرت نہیں دلاتے، وہ سمجھتے ہیں کہ جب عقل آجائے گی تو تربیت کی جاسکتی ہے، ہوش و حواس آجائیں تب اچھے بُرے کی تمیز اور احساس سکھایا جاسکتا ہے، بس رہنمائی کے نہ ہونے کی وجہ سے ہر ماں باپ اسی غلط خیال میں مبتلا رہ کر بچہ کی شروع کے پندرہ سولہ سال کی عمر کو کھیل کود اور بے شعوری میں برباد کردیتے ہیں، جو اس کی تربیت کا اصل زمانہ ہے، جبکہ دنیوی تعلیم دلانے میں جوان ہونے کا انتظار نہیں کرتے، تین سال کی عمر سے بچہ کو اسکول میں ڈالدیتے ہیں جہاں بچہ اس عمر سے کمپیوٹر بھی سیکھتا ہے، یاد رکھئے! بچپن کی تعلیم و تربیت پتھر کی لکیر ہوتی ہے، جو بچہ کی گھٹی اور تحت الشعور میں جڑ پکڑ لیتی ہے، ذرا غور کیجئے اللہ تعالیٰ تو انسانوں کو دنیا میں آنے سے پہلے عالم اَلَسْتُ میں توحید کی تعلیم اور اپنی محبت کو تمام انسانوں

میں اتار کر بھیجا ہے، جبکہ عالم الست میں تمام انسان چیونٹیوں کے مانند تھے، وہی وجہ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد کان میں اذان اور اقامت کا طریقہ رکھا گیا، جو دیکھنے والوں کو سمجھ ہی میں نہیں آ سکتا کہ بچہ ابھی پیدا ہوا، بظاہر سُن اور سمجھ نہیں سکتا مگر اذان و اقامت دی جارہی ہے، آپ بچپن میں جیسی بھی لکیریں اس پتھر پر کھینچیں گے آگے زندگی میں انسان اسی میں رنگ بھرتا، اسی کو پسند کرتا اور اسی کے مطابق اس کی طبیعت، مزاج اور عادات بنتی ہیں، اسی پر دوڑتا ہے، اللہ تعالیٰ پیغمبروں کے ذریعہ انسانوں کے تحت الشعور میں بیٹھی ہوئی عالمِ الست ہی کی بات کی طرف دعوت دلاتا ہے، غرض یہ کہ اس کی بنیاد میں جن جن عادتوں اور پسند کا عکس بیٹھا ہوا ہوتا ہے، اس کو پسند کرنا اور اسی کی طرف دوڑنا شروع کر دیتا ہے، مثلاً بچپن میں پڑا ہوا اندھیرے کا ڈر خوف، جن، بھوت اور چڑیل کا ڈر خوف زندگی بھر نہیں جاتا، لوگوں کے نڈر بنانے کے باوجود وہ ڈرپوک ہی رہتا ہے، بستر پر پیشاب کرنے والے بڑی عمر تک پیشاب ہی کرتے ہیں، اوندھے سونے کی عادت بڑی عمر تک نہیں جاتی، بچپن سے چیخ کر بات کرنے کی عادت زندگی بھر نہیں جاتی۔

بچہ جوان ہونے کے بعد اچھائی یا بُرائی کا فیصلہ ماں باپ کی نصیحت سے نہیں اپنی مرضی سے کرتا ہے

بچہ جب جوان ہو جاتا ہے تو بچپن کی پڑی ہوئی بُری عادتیں اور غلط مزاج ماں باپ کی نصیحت سے نہیں بلکہ اپنی جی کی مرضی سے چھوڑتا یا نہیں چھوڑتا ہے، اس عمر میں ماں باپ کی نصیحت اس کے لئے فائدہ نہیں دیتی اور نہ وہ ماں باپ کی نصیحتوں کو فائدہ اور نقصان کے تحت سنتا اور سمجھتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں اب جوان ہو کر عقلمند بن گیا ہوں، میری عقل و سمجھ بھی کچھ حیثیت رکھتی ہے، ہاں جب اس کا ضمیر یا وعظ و نصیحت اس کو احساس دلائے تب وہ درست ہوسکتا ہے، چنانچہ پندرہ سال تک ماں باپ اس کی کوئی تربیت اور ذہن سازی نہیں کرتے اور پندرہ سالوں بعد جماعتوں کو نکل کر محنت کرنی پڑتی ہے یعنی جو ذمہ داری ماں باپ

کی تھی وہ جماعتوں کو ادا کرنی پڑتی ہے، حالانکہ یہ تربیت جوانی سے پہلے ہونی چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو سات سال کی عمر سے نماز پڑھنے کی ترغیب دینے کی تاکید کی اور دس سال کی عمر سے نماز کے لئے سختی کرنے کی تعلیم بھی دی، اکثر مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ترغیب کی حکمت کو نہیں سمجھے، اگر سمجھے ہوتے تو کوئی بچہ بھی زندگی بھر نماز ترک کرنے کو تیار نہیں ہوتا اور نماز کا پابند رہتا، نماز چھوڑنے سے گھبراتا، آج مسلمانوں کی بڑی تعداد نماز کی اس لئے پابند نہیں ہے کہ انکے ماں باپ بچپن میں بچہ کو بچہ سمجھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر عمل نہیں کراتے اور جوان ہونے تک بچہ کو بے نمازی رکھتے اور پھر جوان ہونے کے بعد نماز کی تلقین کرتے ہیں جسکی وجہ سے وہ تاکید کرنے کے باوجود بڑوں کی بات نہیں سنتے، جب ان کے دل ودماغ میں نماز کی اہمیت آتی ہے تب سے نماز پڑھنا شروع کرتے ہیں، اس کے علاوہ بہت سی عادتیں وہ ماں باپ کے روکنے ٹوکنے کے باوجود نہیں چھوڑتے، دس سال کی عمر کے بچوں کو فجر کی نماز سے پہلے جاگنے کا پابند بنایئے اور جلد سونے کا عادی بنایئے، چونکہ ماں باپ بچوں کو فجر کی نماز سے پہلے اٹھنے کا عادی نہیں بناتے، اسلئے وہ جوان ہونے کے بعد بھی دیر تک سوتے رہتے ہیں، اگر ان کو بچپن ہی سے فجر سے پہلے اٹھنے کا پابند بنایا جائے تو زندگی بھر اس کے عادی بنتے ہیں، آج ماں باپ کی تربیت نہ کرنے کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت فجر میں سوتی پڑی رہتی ہے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ترغیب دی کہ جب بچہ بات کرنے لگے تو اس کو اللہ اللہ کہنا سکھاؤ یا کلمہ طیبہ پڑھاؤ یا سورۂ اخلاص یاد دلاؤ، ذرا سوچئے! آخر اتنی چھوٹی سی عمر جبکہ بچہ میں ابھی عقل وشعور نہیں، ابھی وہ بابا، بابا بولنے کے قابل ہوا ہے، اس کو اللہ اللہ بولنا سکھانے کی تعلیم دی جارہی ہے، جبکہ وہ سات سال کا ہوا ہے سمجھ بوجھ ہی صحیح نہیں رکھتا، نماز کا عادی بنانے کی تعلیم دی جارہی ہے، دراصل ان ترغیبات کے ذریعہ بچہ کے ذہن اور تحت الشعور میں توحید باری تعالیٰ ڈالی جارہی ہے تاکہ وہ شرک سے نفرت کرنے والا بنے، اگر مسلمان اس ترغیب پر عمل کریں تو ان کی اولاد میں شرک نہیں آسکتا، اس لئے بچہ جیسے ہی بات کرنے لگے بچے کے ذہن ودماغ پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کا غلبہ پیدا کرانے کیلئے

ماں باپ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کا خوب تذکرہ کریں اور توحید کو ذہن کی گھٹی میں اُتاریں، اس کے لئے ہماری کتاب ''**بچوں کو اللہ اللہ سکھانے کا طریقہ**'' پڑھ کر بچہ کو ہر روز سناتے رہئے، پھر ذرا بڑا ہو تو آہستہ آہستہ نماز کے ساتھ ساتھ بچہ کے ذہن کے مطابق بار بار ایمان کی تفصیل سمجھاتے جایئے، اس کیلئے ہماری کتاب ''**بچوں کو ایمان سکھانے کا طریقہ**'' سنایئے، اور بچہ میں خدا کے ہونے کا شعوری یقین پیدا کرنے کے لئے ہماری کتابیں ''ہم کیسے سمجھیں کہ اللہ ہے'' اور '' کیسے سمجھیں کہ اللہ ایک اور اکیلا ہے'' پڑھ کر سمجھایئے۔

بچے پوچھتے، ہیں اللہ کیسا ہے؟ ان کو سمجھایئے کہ وہ ہماری تمہاری طرح نہیں اور نہ کسی انسان کی طرح ہے، وہ تو ہر قسم کے عیب سے پاک ہے، ہر قسم کی محتاجی سے پاک ہے، مثلاً ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ نہیں سکتے، یہ ایک مجبوری اور محتاجی کی کیفیت ہے، پھر ہماری آنکھیں سورج کی روشنی یا بلب کی روشنی سے ٹکرائے تب ہی دیکھ سکتے ہیں، یہ بھی ہماری مجبوری اور محتاجی ہے، پھر ہم اندھیرے میں دیکھ نہیں سکتے، دیوار کے پیچھے نہیں دیکھ سکتے، ایک فاصلے تک ہی دیکھ سکتے ہیں، صرف آنکھ جدھر دیکھے اُدھر ہی دیکھ سکتے ہیں، ایک ہی وقت میں چار جانب اور اوپر نیچے نہیں دیکھ سکتے، یہ سب ہماری مجبوریاں اور محتاجیاں ہیں، مگر اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے، وہ ایک ہی وقت، ایک ہی لمحہ میں ہر طرف بغیر آنکھوں کے دیکھ سکتا ہے، دیوار کے پیچھے، اندھیرے میں بھی دیکھتا ہے، اس کو دیکھنے کے لئے ہماری طرح آنکھیں نہیں چاہئے، اس کا دیکھنا لامحدود ہے، ہمارا دیکھنا محدود ہے، غرض اس طرح سے تھوڑا تھوڑا سمجھاتے ہوئے اس کی ذہن سازی کیجئے اور اس کا شعور بڑھایئے، ہم جس معاشرہ میں رہتے ہیں یہاں خدا کا تصور قائم کرنے کے لئے تصویر، مورتی اور بت بنائے جاتے ہیں، اس سے بچہ کے ذہن میں یہ بات بیٹھ سکتی ہے کہ شاید خدا کی بھی کوئی مورتی ہوگی۔

بچہ کو بچپن سے تعلیم دیجئے کہ اس کا فوٹو یا کوئی شکل وصورت ذہن ودماغ میں بھی مت بناؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہوگا، جو لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی خدا جیسا مانتے ہیں وہ مشرک کہلاتے ہیں، اس کیلئے ہماری کتاب ''**تعلیم الایمان**'' کے تمام حصے پڑھئے، سمجھانے کے طریقے سمجھ میں آئیں گے اور آپ بچہ کو اس کے ذہن کے مطابق اچھی طرح سمجھا سکیں گے۔

بچہ کو بچپن ہی سے اللہ کے نام کے ساتھ بات کرنے کا عادی بنائیں

بچہ کو بچپن سے ہر بات پر اللہ تعالیٰ کا شکر، حمد، مدد، احسان، بڑائی، پاکی بیان کرتے ہوئے نام لینے کا عادی بنایا جائے، اس کے لئے انشاءاللہ، ماشاءاللہ، جزاک اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کے کلمات کو ادا کرنے کی عادت ڈالئے، اس کی تربیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ماں باپ خود بچہ سے گفتگو کرتے وقت ان کلمات کا استعمال کریں اور ان کے معنی بھی بتلائیں اور بچہ کو بھی بار بار تاکید کے ساتھ یاد دلاتے ہوئے ان کلمات کے ساتھ بات کرنے کی عادت ڈالیں، پھر دیکھئے کہ وہ زندگی بھر ان کلمات کے ساتھ گفتگو کرنے والا بنے گا، اس کے لئے ہماری کتاب ''**بچوں کو ذکر الٰہی کا پابند کیسے بنایا جائے؟**'' پڑھئے اور سنائیے، آج مسلمانوں کی گفتگو اور غیر مسلموں کی گفتگو میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اور مسلمان بھی بے شعوری اور غفلت کے ساتھ گفتگو کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھول کر گفتگو کرتے ہیں، مسلمانوں کی یہ کیفیت اس لئے ہے کہ بچپن میں ان کے ماں باپ اپنی گفتگو میں ان کلمات کے استعمال کرنے کا عادی نہیں بناتے، اس لئے بڑے ہونے کے بعد اگر ان کو اس کی تعلیم بھی دی گئی تو وہ عادت کے نہ ہونے کی وجہ سے کبھی ادا کرتے اور اکثر بھول جاتے ہیں، اس لئے کہ وہ بچپن سے بے شعوری کی گفتگو کرنے کے عادی ہوتے ہیں، بچہ اگر بچپن سے ان کلمات کو ادا کرنے والا بنا رہا تو اس میں خالص توحید ہی توحید رہے گی۔

بچہ ماں باپ کو عمل کرتا ہوا دیکھ کر نصیحت سے زیادہ عمل سے سیکھتا ہے

O تربیت دراصل صرف قول یا تقریر یا نصیحت کرنے کا نام نہیں، بلکہ تربیت نصیحت کے ساتھ ساتھ عمل سے کی جاتی ہے، چھوٹے بچے جب بات کرنے لگتے ہیں تو اپنے ماں باپ کو جس زبان میں بات کرتے ہوئے سنتے ہیں وہی مادری زبان بولنا شروع کر دیتے ہیں، ایسا نہیں کہ وہ مادری زبان جوان ہونے کے بعد عقل و شعور اور سمجھ آنے کے بعد بولتا ہے، اگر ماں باپ شائستہ اور میٹھی زبان بولتے ہیں تو بچہ بھی ویسی ہی میٹھی زبان بولتا ہے اور اگر ماں باپ بگڑ، غیر ادبی اور دیہاتی بولی بولتے ہیں تو بچہ بھی ویسی ہی بولی بولتا ہے، بچوں کو بچپن میں

مادری زبان کوئی سکھاتا نہیں ہے، اس لئے بچہ کو نصیحت سے زیادہ عمل سے سکھایئے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو سلام کیا کرتے تھے، یہ عمل دراصل ماں باپ اور استادوں کو بھی تعلیم دینے کے لئے کیا گیا، اس میں یہ حکمت نظر آتی ہے کہ بچہ اگر بچپن سے سلام کرنے کی تربیت پاتا رہے، تو وہ زندگی بھر سلام کا عادی بنا رہے گا اور سلام کے علاوہ دوسرے الفاظ نہیں بولے گا، ورنہ چھوٹے بچے تو بے شعور ہوتے ہیں، وہ سلام کی حقیقت کو کیا سمجھیں، بچے کو سلام کے معنیٰ اور حقیقت بھی سمجھایئے، مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد سلام کے معنی اور حکمت ہی نہیں جانتی، ہماری کتاب ''**سلام وملاقات کا طریقہ**'' ضرور پڑھئے، گھر میں آتے جاتے کثرت سے سلام کیجئے، اس سے گھر کے سارے لوگ تربیت پائیں گے، بچے سلام کریں تو اس کا بہتر انداز سے محبت کے ساتھ جواب دیجئے۔

بچہ کو جوان ہونے سے پہلے دین کا مضبوط تصور دیجئے!

۞ بچے جب دس سال سے چودہ سال کے درمیان رہیں ان کو اسلام کے تمام شعبوں کا مختصر اور جامع تصور دے کر باشعور بنایئے، عام طور پر دیکھا گیا کہ جوان ہونے تک بچہ کو کلمہ طیبہ کا معنی بھی معلوم نہیں ہوتا، وہ اسلام کی تفصیل کیا بیان کرے گا؟ جبکہ وہ اس عمر تک دنیوی تعلیم کی اہم اہم باتیں جان لیتا ہے اور کمپیوٹر کو اچھی طرح استعمال کرسکتا ہے، مگر دینی تعلیم کے لئے جوان ہونے کا انتظار کیا جاتا ہے، اس لئے جوان ہونے سے پہلے ایک مسلمان بچہ کو دین کے مختلف شعبوں کا مختصر اور مضبوط تصور رکھنا چاہئے، اس کے لئے ہماری کتاب ''**بچوں اور نومسلموں کو دین سکھانے کا طریقہ**'' ضرور پڑھ کر سنایئے، ذہن سازی ہوگی۔

۞ بچہ کو بار بار نصیحت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے کہ وہ نصیحت بھول جاتا ہے اور نصیحت کا اثر وقتی ہوتا ہے، اکثر لوگ ایک مرتبہ سمجھانے اور نصیحت کرنے کے بعد دوسری مرتبہ غصہ کرتے یا سزا دیتے ہیں، یہ تربیت کا انداز نہیں، جوان ہونے تک بچہ کے سامنے ماں باپ نصیحت کے ساتھ ساتھ خاص طور پر عملی مظاہرہ بھی کرتے رہیں، اس سے بچہ اس نصیحت پر فوراً عمل کرنا شروع کردیتا ہے۔

بچہ کو بچپن ہی سے بے حیائی و بے شرمی سے بچایا جائے

۞ بچہ کو چھوٹا اور معصوم سمجھ کر اس کے سامنے جاگتی حالت میں مباشرت نہ کی جائے، ان ایام میں بچہ صرف بات کرنے سوچنے، سمجھنے، حرکت کرنے کے قابل نہیں ہوتا، مگر تمام باتیں اور ماں باپ کی تمام حرکتیں اور آواز کو کان اور آنکھوں کے راستے اپنے دل ودماغ پر کیمرے کی طرح عکس کرتا رہتا ہے، اس کو آسانی سے یوں سمجھا جاسکتا ہے کہ بچہ باوجود دیکھنے کے قابل نہیں ہوتا مگر اس کے اطراف ماں کی آواز سنے یا گذرنے کی آہٹ کو محسوس کر کے آنکھیں اور سر گھوماتا ہے، چھوٹے بچوں کو بے شعور سمجھ کر ان کے سامنے ان کے بازو برہنہ مت ہوئیے اور بے شرمی کی باتیں مت کیجئے، کپڑے تبدیل کرنے کے لئے ان سے بھی پردہ کیجئے۔

۞ دس سال کے بعد بچوں کا بستر اپنے بستر سے علاحدہ کیجئے، اس سے ان میں خود اعتمادی پیدا ہوگی اور خوف دور ہوگا، ورنہ بعض بچے جوان ہونے کے باوجود رات کے وقت اکیلے پیشاب پاخانہ کو جانے سے بھی ڈرتے ہیں، دس سال کے بعد لڑکے اور لڑکیوں کا بستر الگ الگ کیجئے، انکو ایک ساتھ سونے مت دیجئے، ہوسکے تو لڑکوں کا کمرہ الگ اور لڑکیوں کا کمرہ الگ کیجئے

۞ بستر الگ کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ ماں باپ کے جنسی عمل کو نہیں دیکھ سکیں گے، اگر دیکھ لیں تو ان میں بے حیائی و بے شرمی پیدا ہوگی اور ان میں وقت سے پہلے جنسی خواہشات ابھرنا شروع ہوجائیں گی اور بھائی بہن آپس میں یا دوسرے رشتے کے لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ جنسی عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

۞ لڑکیاں دس سال کی ہونے کے بعد بھائی بہنوں کو آپس میں گلے ملنے سے روکئے اور بڑے بھائیوں کو گال کا بوسہ لینے سے منع کیجئے۔

بچہ کو غلاظت سے نفرت دلا کر پاکیزگی کا احساس بچپن سے دلائیے

۞ سات سال کی عمر تک بچے کو اچھا اور پاکیزہ ماحول دیا جائے، اس کو اس عمر میں پیشاب پاخانہ اور گندگی سے نفرت پیدا کرائی جائے، اگر آپ بچہ کو پیشاب پاخانہ کا احساس دلاتے

رہیں یا غصہ کا اظہار کرتے رہیں، تو وہ بول و براز آتے ہی ماں کو احساس دلاتا یا اس مقام پر چلا جائے گا، اس عمر میں بچہ کو مسجد لے جاتے وقت یہ احساس دلایئے کہ بیٹا تم گندے ہو، تمہارے پاس سے پیشاب کی بو آرہی ہے، تمہارے جسم کو پیشاب لگا ہوا ہے اس لئے صفائی کرلو، کیونکہ مسجد اللہ کا گھر ہے پاک صاف جگہ ہے اور پاکی آدھا ایمان ہے، تم پہلے پاکی اختیار کرو پھر ہم مسجد لے جائیں گے، اس سے بچہ میں پیشاب سے بچنے کا احساس پیدا ہوگا، اس کو سمجھایئے کہ وہ پیشاب کرنے کے بعد طہارت لے، اگر بچہ دس سال کی عمر سے طہارت کا عادی ہوجائے تو پھر زندگی بھر بے طہارت نہیں رہے گا، ماں جب ان کی غلاظت صاف کرتی ہے تو پیشاب کے مقام کو بھی پانی سے صاف کرکے طہارت لینے کی تعلیم دے اور سمجھائے کہ اسی طرح پیشاب سے بھی طہارت لینا ہے، صرف پاخانہ کی جگہ ہی نہیں دھونا ہے۔

شرم وحیاء کے آدھا ایمان ہونے کا احساس بچپن سے دلایئے

۞ بعض لوگ چھ سال کی عمر تک بچوں کو ننگا رکھتے اور وہ بچے ننگے پھرتے ہیں، بعض لوگ پانچ چھ سال کے بچوں کو ننگی حالت میں گود میں لئے پھرتے ہیں یا پھر لڑکیوں کو چھوٹا سا جھانگیہ اور فراک پہناتے اور نیچے کا جسم کھلا رکھتے ہیں، اس سے بچوں میں شرم وحیاء ختم ہوجاتی ہے، بچوں کو سمجھایئے کہ شرم وحیاء آدھا ایمان ہے، شرم وحیاء کے ذریعہ پہلے مسلمان بن جاؤ، انسان میں شرم وحیاء پیدا کرنے کی ماں باپ کو بچپن ہی سے محنت کرنی چاہئے، اگر ماں باپ بچہ کو ننگا رکھیں اور ننگا لے کر پھریں تو یہ اسلامی تربیت کے خلاف ہے، اس سے بچہ میں شرم وحیاء کا مزاج نہیں بنتا اور نہ وہ ننگا رہنے کو خراب یا گناہ سمجھتا ہے، اس کی تربیت کی بہترین شکل یہ ہے کہ بچوں کو پاجامہ یا ٹراک پہننے کا عادی بنایئے اور جیسے ہی چھوٹا بچہ سب کے سامنے ننگا آئے دوسرے بچوں سے ''تھوتھو'' یا ''اوّہ اوّہ'' کے الفاظ پکارنے لگایئے اور سب کو آنکھیں بند کرنے کا مظاہرہ کرتے ہوئے نفرت کا اظہار کرنے کو کہا جائے، بڑے لوگ اس کے ننگے رہنے پر نفرت اور غصہ کا اظہار کریں اور اس کو اپنے قریب نہ آنے دیں، وہ اگر گود میں آنے کو ضد کرے تو پاجامہ پہننے کو کہئے، اس سے بچہ کو ننگے رہنے کا احساس ہوگا اور اس میں آہستہ آہستہ شرم پیدا

ہوگی اور وہ سب کے سامنے ننگا ہونے کو بے عزتی سمجھے گا، بچے کو ننگی حالت میں گھر میں یا گھر کے باہر مت پھرائیے، اس سے مسلمانوں کی بدنامی ہوگی کہ مسلمان گندے اور جاہل ہیں، بچوں کو سب لوگوں کے سامنے کپڑے اُتارنے اور ننگا آنے سے منع کیا جائے، سب کی نگاہوں سے بچ کر علٰحدہ کمرہ میں جا کر کپڑے تبدیل کرنے کی تربیت بچپن سے کی جائے۔

بچپن سے بچہ کو عمدہ ادب سکھانا ماں باپ کی ذمہ داری ہے

بچہ کے ساتھ محبت، نرمی اور میٹھی گفتگو آداب کے ساتھ کیجئے، اس سے گالی گلوچ اور بداخلاقی اور گندی بے ادبی کی زبان میں بات مت کیجئے، بعض لوگ دوسروں کے سامنے تو بچوں کو عزت دیتے ہیں مگر اکیلے میں زبان صحیح استعمال نہیں کرتے، یہ تربیت کا انداز نہیں دکھاوا ہے، اس سے بچہ بھی وہی انداز اختیار کرے گا، اگر آپ کسی کو تُو اور تم کہیں تو وہ بھی تو اور تم سے بات کرے گا، بچپن ہی سے زبان میں مٹھاس اور عمدگی پیدا کرنے کی کوشش کیجئے اور بچوں کے سامنے نوکروں سے اچھا برتاؤ کیجئے، ان کو حقیر اور گرا ہوا مت سمجھئے، ورنہ بچہ کی تربیت میں اونچ نیچ، بڑے چھوٹے کا خیال بیٹھ جائے گا، ماں اور باپ کے درمیان بچوں کے سامنے عزت دار برتاؤ ہونا بہت ضروری ہے، اگر ماں اپنے شوہر کے ساتھ زبان درازی کرے یا ساس وغیرہ کے ساتھ لڑائی جھگڑے کرتی رہے تو بچہ میں بھی زبان درازی کی عادت آجاتی ہے اور ماں کی طرح وہ خود ماں کی عزت واحترام نہیں کرتا اور باپ کا ڈر خوف بھی نکل جاتا ہے، اس لئے ماں بچہ کو عمدہ آداب سکھانے کے لئے بڑوں سے آداب اور عزت واحترام سے گفتگو کرے اور ان کو عزت دے۔

O مچھلی جب چھوٹی ہوتی ہے تو کنارے پر تیرتی ہے، ان کو وہیں پکڑا جائے، جب وہ دلدل اور گہرے پانی میں چلی جاتی ہے تو پکڑنا مشکل ہوجاتا ہے، بس انسانی تربیت کا بھی یہی حال ہے، ماں باپ بچپن میں تربیت نہیں کرتے اور بچوں کو صحیح عقائد اور اعمال صالحہ نہیں سکھاتے، جب وہ باشعور ہوجاتے ہیں یعنی دنیا کے دلدل میں پھنس کر بے دین بن جاتے ہیں اور برے معاشرہ اور گندے عقائد کا شکار ہوجاتے ہیں تو اس وقت ان کو سدھارنے کی فکر اور کوشش کی جاتی ہے اس عمر میں وہ ماں باپ کی بات سے نہیں سدھرتے، البتہ علماء

حضرات اور جماعتوں کو محنتیں کرنی پڑتی ہیں، گاؤں وغیرہ میں تو علماء اور جماعتوں کی دوری سے زندگی بھر مسلمان بے دین بنے رہتے ہیں، ان کو دینی ماحول ملتا ہی نہیں۔

O بچہ جب دس سال کا ہوجائے یا غلاظت وگندگی سے بچنے کا شعور آجائے تو بچوں کو اپنے ساتھ مسجد کو لیجائیے، مسجد کے آداب بتلائیے، لوگ بچوں کو مسجد کو تو لاتے ہیں مگر مسجد کے آداب نہیں بتلاتے، مسجد میں بچہ کے ساتھ لوگوں سے ملاقات کیجئے، ان کو سلام کیجئے، غریب اور امیر سب سے ملئے، اس سے بچہ کو تربیت ملے گی، وہ بھی سب کو سلام کرنے اور ملنے کا عادی بنے گا اور مساوات، اتحاد واتفاق کا درس اسے ملے گا، لوگ مسجد میں آتے ہیں مگر آپس میں ایک دوسرے کو سلام کر کے ملنے کا رواج بہت کم رکھتے ہیں۔

O بچہ کے ساتھ محلّے اور پڑوسیوں سے بھی ملاقات کرتے رہیئے، لوگوں کے ساتھ ہمدردی ومحبت کی باتیں اور ان کی مدد بھی کیجئے، انشاء اللہ بچہ بھی حقوق العباد کا عادی بنے گا۔

O بچوں کو نماز کا پابند بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ گھر میں بھی نماز کا ماحول بنایا جائے فرض نماز مسجد میں باجماعت ادا کرنے کے بعد سنتیں ونوافل کو گھر میں ادا کرنا افضل قرار دیا گیا ہے، اس سے معصوم بچوں کے سامنے نماز کا مظاہرہ بھی ہوگا، ماں بھی نماز پڑھتے وقت خاص طور پر چھوٹے بچے کو بازو بٹھالے، اس سے وہ نماز کی نقل کرے گا، گھر کے تمام افراد نماز کے اوقات میں نماز ادا کرنے کی پابندی کریں، تو پھر گھر میں پرورش پانے والے چھوٹے بچے بھی نماز ادا کرنے کے لئے ضد کریں گے، ان میں نماز کا شوق پیدا ہوجائے گا۔

بچہ کو بچپن ہی سے جھوٹ اور چوری جیسے گناہوں سے بچانا ضروری ہے

O گھر میں روپیے پیسے کھلا مت رکھئے، اس سے بچہ میں چوری اور چرڈنڈی کی عادت پیدا ہوتی ہے اور نہ بچہ کے ہاتھ میں پیسے دیجئے، جو کچھ لانا ہو آپ ہی دلائیے یا خرید کر دلائیے بچہ کو جھوٹ بولتا اور چوری کرتا ہوا دیکھیں تو فوراً ان عادتوں کو اس سے چھڑانا ہوگا، ورنہ یہ عادتیں پختہ ہوجائیں تو بڑے ہونے کے بعد بہت نقصان ہوگا، بہت سے بچے دوسروں کا دیکھا دیکھی جھوٹ بول کر بہت سی باتیں کرتے ہیں، بچہ کے ہر جواب کی اور کاموں کی تحقیق

کریں کہ وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ، ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کریں، بچے عام طور پر جھوٹ بولنے کے عادی اس لئے بن جاتے ہیں کہ وہ ماں باپ کو بھی جھوٹ بولتا ہوا دیکھتے ہیں یا پھر ماں باپ میں تربیت کا سلیقہ نہ ہونے کی وجہ سے جب بچہ شروع شروع میں جھوٹ بولتا یا چوری کرتا ہے، ماں باپ اس برائی سے روکنے کے لئے یکدم سخت سزا دیتے ہیں، اب بچہ چوری اور جھوٹ کی سزا سے بچنے اور ماں باپ کے غضب سے بچنے کے لئے جھوٹ کا عادی بن جاتا ہے، اسکول سے کسی دوسرے بچہ کا پنسل، ربڑ یا کاپی لائے تو فوراً اسی سے واپس کرایئے اور گناہ کا احساس دلایئے، جھوٹ کی عادت چھڑانے کے لئے یکدم غصہ اور سزا مت دیجئے، بلکہ محبت اور نرمی سے سچ بولنے لگایئے، بڑوں کے رویّے میں اس وقت ہمدردی و محبت ہوگی تو وہ سچ بولے گا اور غلطی کا اقرار کرے گا، جھوٹ بولنے پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ذکر کرکے مسلمان کے جھوٹ نہ بولنے کا احساس پیدا کرایئے اور بتلایئے کہ یہ منافقوں کی عادت ہوتی ہے، اس سے بچہ جھوٹ بولنا چھوڑ دے گا، بچہ جو چیز بھی چوری کرے مثلاً پیسہ، پنسل، پن، ربڑ تو وہ فوراً اسی کے ذریعہ واپس کرایئے اور یہ بول کر اُسے وہ چیز دلایئے کہ بیٹا آپ کو جو چیز ہونا ہے ہم سے کہتے تو ہم آپ کو دلا دیتے، آپ نے چوری کرکے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بڑا گناہ کیا ہے، تاکہ اُسے احساس ہوجائے کہ یہ چیز مجھے اپنے ابّو کو بولنے سے ملتی ہے، میں چوری کیوں کروں؟ غرض حکمت اور صلاحیت کے ساتھ ان بیماریوں کو دور کرنا ہوگا۔

O ماں باپ جب رشتہ داروں، دوستوں اور سہیلیوں میں بیٹھتے ہیں تو بچے خاص طور پر ان کے کھانے پینے، مذاق، دل لگی کرنے، ملاقات کرنے اور ان کی خاطر تواضع کو دیکھتے ہیں، گھر آنے والوں کو بے پردہ، نیم عریاں اور بے شرم و بے حیاء اور بے شعور پاتے ہیں تو انہی کی نقل کے احساسات اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں، ان کو بھی پردے سے نفرت، شرم وحیاء سے نفرت اور دوسروں کی غیبت، بُرائی کی عادت دوسروں کی نقل کرنے اور چغل خوری کی عادت بچپن سے پڑ جاتی ہے، بچہ کو دوسروں کی بُرائی کرنے سے بچپن سے منع کیا جائے، اگر ماں بہنیں پردے کی پابندی کریں گی تو بچپن ہی سے بچوں میں پردہ کا احساس جاگتا ہے اور وہ بے پردگی کو گناہ سمجھتے ہیں، اپنے گھر والوں کو بے پردہ، بے نمازی، بے حیاء، ٹی وی کے عاشق، غیبت اور بُرائی کے

عادی، گالی گلوچ کرنے والا پا کر وہ بھی اسی مزاج اور طبیعت سے پرورش پاتا ہے۔

O اگر گھر کا ماحول اسلامی طرز اور اسلامی طور طریقے کا نہ ہو اور گھر کے لوگ یہود و نصاریٰ کے کلچر پر زندگی گذارتے ہوں تو بچہ پر دینی تعلیم کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا، وہ تعلیم اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی، اسلئے کہ بچہ اپنے بڑوں میں دین نہیں دیکھتا، چنانچہ مسلمان ماں باپ کی اکثریت بے دین ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچوں میں دین آ جائے، اسی وجہ سے ان کے بچوں کی تربیت نہیں ہوتی، ایسے لوگوں کے بچے صرف زبان سے قرآن کی کچھ آیتیں، کچھ حدیثیں، دعائیں اور طہارت و نماز کے کچھ مسائل رٹ لیتے ہیں مگر اندر سے دین بیزار ہوتے ہیں، اس لئے کہ وہ خود اپنے ماں باپ کو اسلام کے خلاف پاتے ہیں۔

اسکولوں اور مدرسوں میں علم سکھایا جاتا ہے، کامل تربیت نہیں ہوتی

O بچے اپنے ماں باپ کے اعمال کو دیکھتے ہیں اور ماں باپ ہی کو نمونہ و مثال بنائے رکھتے ہیں، وہ اسکول اور مدرسہ میں اچھی باتیں سنتے، علم کے ذریعہ مختلف باتیں جان لیتے ہیں، مگر ماں باپ کے بے دین ہونے کی وجہ سے وہ علم پر عمل نہیں کرتے، ماں باپ بس یہ امید رکھتے ہیں کہ بچہ اب اسکول جا رہا ہے، علم کے ساتھ ساتھ تربیت پا لے گا، وہ بے فکر ہو جاتے ہیں، یہ بالکل غلط خیال ہے، ماں باپ کو مدرسہ اور اسکول پر بھروسہ کر کے مطمئن نہیں ہونا چاہئے، وہاں علم دیا جاتا ہے، علم کے ساتھ ساتھ تربیت اور ذہن سازی کامل نہیں ہوتی، یوں سمجھئے کہ مدرسہ اور استاد آدھا کام کرتے ہیں، یعنی علم سکھاتے اور پڑھاتے ہیں، باقی آدھا کام گھر والوں کو کرنا ہوتا ہے اور وہ آدھا کام تربیت کے ذریعہ مکمل ہوتا ہے، مثلاً بچہ اسکول اور مدرسہ سے یہ یاد کر کے آیا کہ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے، جھوٹ بولنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی ہے، جھوٹ بولنا منافق کی علامت ہے، مسلمان جھوٹ نہیں بولتا، اب بچہ گھر آنے کے بعد یہ دیکھتا ہے کہ باپ گھر میں رہ کر گھر پر ملنے آنے والوں یا ٹیلیفون پر بچے سے یہ کہلوائے: کہ ابّا گھر پر نہیں ہیں کہہ دو، یا بابا سو رہے ہیں کہہ دو، تو بھلا مدرسہ سے جو علم حاصل کر کے آیا اس کا کیا اثر بچہ قبول کرے گا؟ اس لئے دینی تعلیم اور دینی مدرسوں کے

ساتھ ساتھ ماں باپ میں بھی دینداری ہونا ضروری ہے، ورنہ بچہ کی تربیت نہیں ہوگی۔

O پچھلے زمانوں میں لوگ مدرسوں میں علم حاصل کرتے اور پھر تربیت کی خاطر کسی بزرگ کی صحبت میں اس علم کے مطابق عمل کرنا سیکھتے تھے، چنانچہ یہ طریقہ اب دنیوی تعلیم میں ڈاکٹر اور وکیلوں کے لئے رہ گیا ہے، چنانچہ مدرسوں میں استاد بچوں کو طہارت، وضو، غسل، نماز اور دیگر اعمال کے فرائض، واجبات، سنتیں و مسائل وغیرہ یاد دلاتے ہیں، ماں باپ کا کام ہے کہ بچوں کے سامنے عملی طریقے پر وضو اور نماز کے ہر رکن کو ادا کرکے بتلائیں اور ان کو سمجھائیں کہ لوگ رکوع، سجدہ، قاعدہ میں کہاں کہاں غلطیاں کرتے ہیں، غسل کراتے وقت غسل کا طریقہ سکھائیں، پیشاب کو جاتے وقت طہارت کا احساس دلائیں، مرد اور عورت کی ستر سمجھائیں، بچہ کو بات کرنے کا سلیقہ، سلام وملاقات کے آداب، بڑوں کا احترام، چھوٹوں سے محبت، لوگوں کی خاطر تواضع، غصہ پر کنٹرول، آہستہ اور نرمی و محبت سے گفتگو، سچ بولنے، فحش گفتگو نہ کرنے، ناجائز اور حرام چیزوں سے بچنے، کپڑے پہننے کے آداب، مجلس کے آداب، مسجد کے آداب، میزبانی و مہمانی کے آداب، یہ سب گھر کے ماحول سے اور گھر میں تربیت کرنے سے ملتا ہے، اسی کا نام تربیت ہے۔

O بہت سے بچے اول کلمہ طیب کے ساتھ کلمہ یاد کرتے ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کلمہ طیبہ پڑھو، تو گھبرا جاتے اور نہیں پڑھ پاتے، پھر جب کہا جاتا ہے کہ اول کلمہ پڑھو تو وہ اول کلمہ طیب کے جملہ کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھتے ہیں، ان کو یہ تک نہیں معلوم رہتا کہ کلمہ طیب کلمہ کا حصہ نہیں، نام ہے، بس بچپن میں جتنی دینی تعلیم دی جاتی ہے وہ صرف رٹا کردی جاتی ہے، اس کا شعور نہیں دیا جاتا اور تھوڑا بہت شعور ملے تو بچہ ماں باپ کو اس تعلیم کے خلاف عمل کرتا ہوا دیکھتا ہے، ماں باپ ہی اپنے عمل سے ابتدائی تعلیم کے ذریعہ بچہ پر اسلام کا نقش بٹھا سکتے ہیں اور غیر اسلامی تہذیب اور کلچر سے بچا سکتے ہیں، اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

O ماں باپ بچوں کے سامنے گھر کے ماحول میں کھڑے کھڑے پانی پیتے رہیں تو بچہ کو استاد کے سکھانے کے باوجود ماں باپ کو دیکھ کر وہ کھڑے کھڑے پانی پئے گا اور اگر اس کو

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع نہ کیا گیا تو وہ اسی کا عادی بن کر زندگی بھر کھڑے ہو کر جانوروں کی طرح پیشاب کرنے کا عادی رہے گا۔

بچپن ہی سے دعاؤں کے ذریعہ اللہ سے رجوع ہونے کا مزاج بنائیں

O بچہ کو بچپن سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا عادی بنایا جائے، اس کی تربیت کی بہترین اور آسان شکل یہ ہے کہ وہ نصیحت سننے یا استاد کے کہنے سے زیادہ ماں باپ کو اللہ تعالیٰ سے بار بار دعاء کرتا ہوا اگر دیکھے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی تربیت پاتا رہے گا، اس لئے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرانے کی تربیت کے لئے ماں باپ خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے روتی ہوئی حالت میں دعا مانگتے رہیں، اس تربیت کے لئے نفسیاتی پہلو یہ ہے کہ بچہ اگر ماں باپ سے اسکول کی فیس یا کتابیں یا کھیل کود کی کوئی چیز مانگے تو اس کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف کیجئے اور کہئے کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگے، اللہ تعالیٰ جب ہمارے دل میں ڈالے گا ہم دلائیں گے، بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے ہم کچھ نہیں کر سکتے، اس سے بچہ میں بچپن سے ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا ذہن اور طبیعت بنے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کو بڑا ماننا شروع کر دے گا۔

اللہ اور رسول ﷺ کی محبت بچپن ہی سے بچہ میں پیدا کرائی جائے

O بچہ کو بچپن ہی سے کچھ شعور آتے ہی اس میں اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کی زبردست کوشش مسلمان ماں باپ کو کرنی چاہئے، اس لئے کہ وہ جتنی زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرے گا تو اتنی ہی وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وغلامی کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے گا، عام طور پر اللہ تعالیٰ کی محبت کی کمی کی وجہ سے مسلمان رسول اللہ کی اتباع نہیں کرتے، اس کیلئے ہماری کتاب ''**اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا طریقہ**'' پڑھئے، بچہ کو ہر نعمت کے ملنے پر احساس دلایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کیسی کیسی چیزیں کھلا رہا ہے، بچہ کو بچپن سے کائنات کی چیزوں میں غور وفکر کا عادی بنایئے، اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ چمن، باغات، جانوروں کے قریب، زوپارک وغیرہ میں یا پھولوں پھلوں، درختوں اور پودوں میں اللہ تعالیٰ کی مختلف

صفات سمجھا کر توحید کا عقیدہ دیجئے اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، احسانات وانعامات کو سمجھائیے، ہر چیز ہر غذاء اور مشروبات، آئسکریم، مٹھائیاں، پھلوں کے رس پیتے وقت نعمت کا احساس دلا کر اس کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرائیے، مثلاً میوہ، مٹھائی کھانے پر اے اللہ! آپ کا شکر ہے، جو آپ نے ہم کو یہ نعمت عطا فرمائی، الحمد للہ بولنے کی عادت ڈلوائیے۔

O بچہ میں بچپن سے عقیدۂ آخرت کو مضبوط کرنے کے لئے موت، سکرات، عالم برزخ اور قیامت کی نشانیاں، میدان حشر کے حالات، جنت و دوزخ کے حالات کا اکثر تذکرہ کرتے رہیئے اور عقلی اعتبار سے دوبارہ زندہ ہونے کی مثالیں دیتے رہیئے، اس کے لئے ہماری کتاب ''عقیدۂ آخرت ہی ایمان میں جان پیدا کرتا ہے'' پڑھ کر سمجھائیے۔

بچپن ہی سے سنتوں کی تربیت کرائی جائے

O بچپن ہی سے بچوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرائیے اور سمجھاتے رہیئے کہ ہمیں اپنے آقاؐ سے سب چیزوں سے زیادہ، ماں باپ سے زیادہ، دنیا کی ہر محبوب چیز سے بھی زیادہ محبت کرنی ہوگی، اللہ تعالیٰ کی اطاعت وغلامی کرنے کے لئے ہم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنی ہوگی، زندگی کے تمام کاموں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنتوں کی تربیت بچپن ہی سے کرنی ہوگی، تب ہی ایک مسلمان اپنے پیغمبر کے طریقوں پر آسانی سے زندگی گذار سکتا ہے اور وہ طریقے اور سنتیں اس کی عادت وطبیعت بن سکتی ہیں، لوگ بچوں کو صرف کلمہ پڑھا دیتے ہیں اور محمد رسول اللہ ؐ کا اقرار کرا دیتے ہیں، مگر آپ ؐ کی سنتوں کو بچوں میں پیدا کرنے کی محنت نہیں کرتے، ماں باپ کا کام ہے کہ وہ بچوں کے ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہو رہی ہے یا نہیں دیکھتے رہیں، مثلاً پانی پیتے وقت، کھانا کھاتے وقت، سوتے وقت، بول و براز سے فارغ ہونے کے لئے آتے جاتے وقت، غرض ہر کام کے وقت سنتوں کی عادت ڈالئے، انہیں سمجھائیے کہ ہر اچھا کام دائیں ہاتھ سے کرنا اور ہر ناپسندیدہ کام بائیں ہاتھ سے کرنا سنت ہے، کپڑے اتارتے اور پہنتے وقت، کپڑے پہننا اچھا کام ہے اس لئے پہلے دایاں ہاتھ ڈالیں اور کپڑے اتارنا اچھا کام

نہیں ہے اس لئے بائیں ہاتھ سے اتاریں، بیت الخلاء میں جانا اچھا کام نہیں اس لئے بائیں پیر سے داخل ہو اور بیت الخلاء سے باہر نکلنا اچھا کام ہے اس لئے دائیں پیر سے نکلیں، اسی طرح گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت، جوتا پہنتے اور اتارتے وقت، بازار جاتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی سنتوں پر پابندی کرنے کی عادت ڈالیں، محفل میں کوئی چیز تقسیم کریں تو سیدھی جانب سے اور دسترخوان پر پہلے اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھیں اور پھر کھانا سالن منگائیں، انہیں بتلائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ ہے کہ ہم پہلے دسترخوان پر بیٹھیں بعد میں کھانا لایا جائے، پھر اُٹھنے سے پہلے کھانا پہلے اٹھائیں اور بعد میں بچوں کو اٹھائیں پھر ہم اٹھیں، یہ کھانے کا احترام بھی ہے، اسی طرح ساتھ لیکر سنتوں کی تربیت کریں، سلام کریں تو مصافحہ بھی کریں، یہ تمام باتیں ماں باپ کے عملی مظاہرہ سے بچوں میں پیدا ہوسکتی ہیں اور وہ بے شعوری میں بھی تربیت پا کر اس کے عادی بن سکتے ہیں۔

گھر میں دینی مذاکرہ سے بچوں کی تربیت اور ذہن سازی ہوتی ہے

O گھروں میں کچھ دیر کے لئے دین کا مذاکرہ ہو، عام طور پر گھروں میں دین پر باتیں نہیں ہوتیں اور والد اکثر دیر سے گھر آتے ہیں، بچے مولوی صاحب کے ذریعہ چند چیزیں بغیر سمجھے رٹ لیتے ہیں، ان میں دین کی سمجھ بوجھ اور ذہن سازی کرنے کیلئے والد اپنی دن بھر کی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر اسلامی عقائد اور اعمال پر بات کرے، اسلام وغیر اسلام کا فرق سمجھائے، گھروں میں مذاکرہ نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان بچوں میں جوان ہونے تک دین کی کچھ بھی سمجھ بوجھ نہیں ہوتی، وہ بے شعور ہوتے ہیں اور جوان ہونے کے بعد بھی بے شعور کے بے شعور رہتے ہیں، روایتی اور رسمی انداز کی دینی تعلیم سے کوئی شعور بیدار نہیں ہوتا۔

اکثر ماں باپ اپنی ہی بڑائی جتاتے ہیں اولاد کی سنتے ہی نہیں

O اکثر لوگ اپنے بچوں کو بات کرنے ہی نہیں دیتے، ان کو بیوقوف، نادان اور عقل سے خالی سمجھتے ہیں، بیوقوف اور پاگل کہہ کر پکارتے ہیں، ان کو ہمیشہ اپنے دماغ سے سوچنے سمجھنے،

اپنی آنکھوں سے دیکھنے اور اپنے کانوں سے سننے کا عادی بنا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ جوان ہونے تک ماں باپ کے دماغ سے سوچتے، سمجھتے اور اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے، بچہ کو موقع دیجئے کہ وہ اپنی عقل، دل و دماغ کا استعمال کر کے کچھ بولے، کچھ سمجھے، اور چھوٹوں کو سمجھائے اور عقل سے بات کرے، ورنہ وہ زندگی بھر عقل سے معذور رہے گا۔

O اکثر بچے دو تین سال کے ہوتے ہی بہت سے سوالات کرنا شروع کر دیتے ہیں، ماں باپ کا فرض ہے کہ وہ ان کے تمام سوالات کا محبت سے اور بچوں کی عقل کے مطابق جواب دینے کی کوشش کریں، ان کو مطمئن کریں، ان کو کم عقل، ناسمجھ اور بیوقوف سمجھ کر غلط جواب اور جھوٹ بات نہ کریں اور نہ اس کے سمجھدار ہونے تک کا انتظار کریں، اگر بچہ کو جواب صحیح نہیں دیا گیا تو وہ غلط نظریہ اور تصور کے ساتھ غلط عقائد کے ساتھ پرورش پائے گا، مثلاً گائے کی سینگ پر پوری دنیا ہے، جب وہ سر ہلاتی ہے تو زلزلے آتے ہیں، یہ سب غلط باتیں ہیں، بچہ کو سب سے زیادہ اپنے ماں باپ پر بھروسہ ہوتا ہے اور وہ ماں باپ کی بات کو پتھر کی لکیر مانتا ہے، آنکھیں بند کر کے قبول کرتا ہے، سوالات کے جوابات نہ دینے یا غلط جواب دینے سے یا روکنے سے وہ باشعور بننے کے بجائے بے شعور بن جاتا ہے، جوابات سے ان کی ذہانت بڑھتی ہے، جستجو میں اضافہ ہوتا ہے اور ہر چیز کے جاننے اور سمجھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، بچے سوال کرتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ میں کیسے آتا ہے، ماں اس سوال کا جواب دینے سے شرماتی ہے اور بچہ کو جواب نہ دے کر ایسے سوالات پوچھنے سے منع کرتی ہے، اس طرح کے سوال پر یہ مت کہئے کہ بچہ عورت اور مرد کے ملنے سے یا نر اور مادہ کے ملنے سے بنتا ہے، ان کو سمجھائیے کہ اللہ تعالیٰ ماں کے پیٹ میں، انڈے میں اپنی قدرت سے بچہ بناتا ہے، پیٹ میں اور انڈے میں کوئی آلہ اور سانچہ نہیں ہوتا اور نہ انڈے میں جانے کے لئے کوئی سوراخ ہوتا ہے، مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے آنکھ کی جگہ آنکھ، پیر کی جگہ پیر، ہاتھ کی جگہ ہاتھ اور دل و دماغ کی جگہ دل و دماغ بناتا ہے، انڈے میں تو باہر سے نہ ہوا جا سکتی ہے اور نہ پانی اور نہ غذا، پھر بھی اکیس (۲۱) دن تک بچہ انڈے میں زندہ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نہ صرف پیٹ میں اور انڈے میں بچہ بناتا ہے، بلکہ ترکاریوں میں، پھلوں میں، گوبر میں، چاول اور اناج

میں بغیر ماں باپ کے کیڑے پیدا کرتا ہے، چنانچہ اس نے آدمؑ، اور حوّاؑ کو بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف ماں سے پیدا کیا۔

O بچہ جب تک جوان نہیں ہو جاتا اس کو بچہ سمجھا جائے، بہت سے لوگ بچہ کی نفسیات سے واقف نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ بچہ بھی بڑوں کی طرح سنجیدہ اور باادب ہو، شرارت نہ کرے، بیوقوفی کی باتیں نہ کرے، یہ نہیں ہوسکتا، بچہ آخر بچہ ہی ہوتا ہے، وہ شرارت کرتے کرتے اخلاق سیکھتا ہے، غلط اور صحیح باتیں کرتے کرتے عقل حاصل کرتا ہے۔

تربیت صرف سختی اور ڈنڈے کے زور پر نہیں ہوتی

O بچہ کی تربیت میں ماں باپ اور استاد کو بچہ کی طبیعت، مزاج اور عقل کی استعداد کو سمجھنا بہت ضروری ہے، ماں باپ کو غور کرنا چاہئے کہ وہ کن کن کاموں میں زیادہ دلچسپی لے رہا ہے؟ اس کو پڑھنے لکھنے، کام کاج کرانے اور عبادات کا شوق دلانے، نیک اعمال کرانے کے لئے صرف ایک ہی طریقہ اختیار نہ کیا جائے، اسلام نفسیاتی مذہب ہے، اس کے تمام احکام انسانی نفسیات کے مطابق ہیں، اس لئے بچہ کو نفسیاتی طور پر اسلام کا پابند بنانے کے طریقے سیکھنا ضروری ہے، بعض بچے ماحول سے، بعض بچے نصیحت سے، بعض کسی چیز کی لالچ سے اور بعض بچے انعام اور پیسوں کی لالچ سے اور بعض سختی اور مار کے ڈر سے اچھے اعمال کرنے کے عادی بنتے ہیں، زندگی کی آخری سانس تک اولاد کو جہنم سے بچانے کی محنت کرتے رہیئے، وحی اور نبوت کا علم اور طریقے موٹے موٹے ڈنڈوں سے جانور کی طرح پیٹ کر نہ سکھائے جائیں، بلکہ بچہ کی عقل وشعور کو متاثر کرکے دلوں پر محنت کرکے دیا جائے۔

O بچوں کو بچپن ہی سے خود غرضی، اپنی بات منوانے، تکبر کرنے، اِترانے، بڑائی جتانے، غصہ، قطع تعلق اور لڑائی جھگڑے کا عادی بننے سے فوراً روکنا چاہئے اور یہ بیماریاں ان میں پیدا ہونے نہیں دینا چاہئے، بھائی بہن لڑتے ہیں تو فوراً جس کی غلطی ہو اس کو روکنا اور معافی مانگنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے، کوئی بچہ بُرا نہیں ہوتا، بلکہ ماں باپ، گھر کے افراد نااہل ہوں تو وہ بھی نااہل بنتا ہے، بڑے اگر عاجزی وانکساری، غرور وتکبر سے دور ہوں، قطع

تعلق نہ کریں بلکہ صلہ رحمی کا معاملہ کریں، لڑائی جھگڑوں کو ختم کریں، شوہر بیوی ایک دوسرے کے ساتھ اچھا سلوک کریں، غصہ نہ ہوں تو بچے جو دیکھیں گے وہی عمل کریں گے، جو سنیں گے وہی بولیں گے، ان کو میٹھی نرم گفتگو کرنے، سب سے ہمدردی ومحبت سے پیش آنے اور سچ بولنے والا اور صحیح افکار وخیالات رکھنے والا بنائیے۔

O بچہ کو اچھے اخلاق اور پڑھنے لکھنے والے بچوں کے ساتھ رہنے اور دوستی کرنے کی عادت ڈالئے، زانی، شرابی، چور، سودخور، رشوت خور، دھوکہ باز اور دولتمند انسانوں کی اولاد سے دور رکھیے اسلئے کہ عام طور پر ایسے انسانوں کی اولاد گھر سے پیسے چوری کرکے لاتی ہے اور جوّا، فلم، اسکول سے غائب ہونا، سگریٹ پینا اور گالی گلوج کے ساتھ بات کرنے کے عادات اچھے بچوں میں منتقل کردیتی ہے آوارہ بچوں کے ساتھ رہ کر بھی بچہ بہت جلد خراب ہوجاتا ہے

O ناچ گانوں کی محفلوں، حرام مال کی دعوتوں اور بے پردہ ماحول، شرک وبدعات کی محفلوں سے اپنی اولاد کے سامنے بائیکاٹ کرکے عملی مظاہرہ کیجئے تاکہ بچہ کو حرام اور ناجائز کاموں کا بچپن ہی سے احساس ہوجائے اور اسے سمجھ میں آجائے کہ کونسی چیز اسلام ہے اور کونسی چیز غیر اسلام ہے۔

O اگر کسی محلّہ یا بستی کا ماحول غیر اسلامی ہو تو بہتر ہے کہ دیندار لوگوں کے پڑوس میں رہیں یا زیادہ تر دیندار لوگوں سے دوستی کریں۔

اسلام تربیتِ اولاد کے لئے تنبیہ کا بھی حکم دیتا ہے

O حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال کی عمر میں نماز کی پابندی کے لئے سختی کا بھی حکم دیا ہے، اس سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ احکام کی خلاف ورزی پر تنبیہ بھی کی جاسکتی ہے، بچہ سے لاڈ و پیار صرف ممتا کی خاطر نہیں بلکہ اس کو دیندار بنانے کی غرض سے کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے واسطے کیا جائے تاکہ ان میں اسلام آجائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ دین سے بڑھ کر ان کی محبت میں گرفتار ہوجائیں اور ماں باپ کی محبت اس کو جہنم کے قابل بنادے، ماں باپ کو اولاد کی محبت میں اندھا نہیں بننا چاہئے، مسلمان صرف اپنی ذات کی حد تک اصلاح کا ذمہ دار نہیں، بلکہ

اپنے ساتھ وہ اپنے اہل وعیال اور جن لوگوں پر بڑا بنایا گیا ہے ان سب کا ذمہ دار ہے، ماں باپ اپنی اولاد کے لئے ایک قیمتی معلّم ہیں، اگر وہ چاہیں تو انہیں قیمتی سکہ بنا سکتے ہیں یا چاہیں تو کھوٹا سکہ بنا سکتے ہیں۔

O بعض غلطیوں پر بچپن اور نادانی سمجھ کر نظر انداز کرنے سے بچہ بگڑ جاتا ہے، بچہ کو لاڈ و پیار کے ساتھ سزا کا بھی ڈر خوف ہو، ورنہ وہ صرف محبت کی وجہ سے نڈر، گستاخ اور بداخلاق ہو جاتا ہے، ابتدائی عمر میں بچہ میں اچھائی بُرائی کی تمیز نہیں ہوتی، اگر ماں باپ بچوں کو اچھا ماحول دیں تو وہ اچھائی کو پسند کرتے ہیں، بُرا ماحول دیں تو بُرائی کی طرف ڈھل جاتے ہیں، بچہ کو بہت زیادہ اور بار بار احساس دلانا ہوگا کہ کونسا کام اچھا ہے اور کونسا کام خراب، غلطی پر پہلے معافی مانگنے اور آئندہ نہ کرنے کا عہد لیا جائے اور غلطی پر فوراً سزا نہ دی جائے، پہلی مرتبہ غلطی پر معاف کیا جائے، سزا انتہائی آخری درجہ میں دی جائے، ایک ہی سزا بار بار نہ دی جائے، سر، سینہ، چہرے اور پیٹ پر نہ ماریں، غصہ کی حالت میں سزا نہ دیں، ایسی سزا دیں جس سے بچہ میں ماں باپ کا ڈر اور خوف پیدا ہو، وہ موںڈ نہ ہو جائے، پہلی سزا میں ان کی پسند کی چیزوں کو ان سے لے لیا جائے یا نہ دلایا جائے تاکہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوتا رہے یا ان کی من پسند غذائیں، آئسکریم، مٹھائی اور بسکٹ وغیرہ نہ دلائی جائیں، دراصل بچہ کو برائی اور غلطی سے روکنے کا اصل زمانہ بچپن ہی ہے، زیادہ سختی اور سزا سے بچہ مار کھانے کا عادی ہو جاتا ہے اور کچھ گھنٹوں کے بعد سزا کو بھول جاتا ہے، زیادہ سزا دینے سے اس کی ذہنی صلاحیتیں اور خفیہ قوتیں متاثر ہوتی ہیں، جانوروں، اندھیروں، شیطانوں، جن، بھوت پریت یا پریوں کے قصوں سے خوف مت دلائیے۔

O جن بچوں کے باپ نہیں ہوتے ان کے ماموں یا چچا ان بچوں کو اپنی پرورش میں لیں اور باپ کے برابر پیار دیں تاکہ بچہ کو باپ کی کمی محسوس نہ ہو، بچوں کو سوتیلی ماں کے حوالے مت کیجئے، اس کو ان بچوں سے حقیقی ماں جیسا بہت کم پیار ہوتا ہے اور زیادہ لگاؤ نہیں ہوتا، وہ ان کی پرورش کو بوجھ سمجھتی ہے، انسان کے ان پودوں کی حفاظت کرنا ہو تو ان کو دادا، دادی یا چاچاؤں کے پاس رکھ کر پالا جائے، جن بچوں کی ماں کا انتقال ہو جائے، بہتر ہے کہ ان بچوں

کو ان کے نانا، نانی اور ماموؤں کے پاس نان ونفقہ دے کر پالا جائے، وہاں ان کو پیار ملے گا، اگر ان بچوں کو پیار ومحبت نہ ملے تو وہ بہت زیادہ احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

O بچہ کو اسکول سے آنے کے بعد کچھ دیر کھیل کود کا موقع دیا جائے تا کہ اس کے ذہن و دماغ کی تھکان دور ہو سکے، مگر بہت زیادہ کھیل کود کا شوقین نہ بنانا چاہئے، بچوں کو کھیل کود سے روکنا، گویا ان کو ان کی فطرت کے خلاف چلانا ہے، ان کو ایسے کھیل میں لگائیے جس سے ورزش ہو، جو کھیل غیر اسلامی ہوں ان سے دور رکھا جائے، کھلونے ایسے دیجئے جن سے دماغی صلاحتیں پروان چڑھیں، ماہرین تعلیمات کہتے ہیں کہ بچہ کسی چیز میں رنگ بھرتا ہے یا پین پنسل لیکر لکیریں مارتا ہے تو یہ اس کے دماغ کی نشونما اور ذہن کے لئے بہت اچھی مشق ہے، بچہ کو خوش رکھنے کے لئے ان کے ساتھ کھیل میں شریک ہوں یا ان کے لئے گھوڑا، ہاتھی ،شیر بنیں، اس سے بچہ ڈر وخوف سے دور ہو کر ماں باپ کو اپنا دوست سمجھے گا اور پُر سکون ماحول میں پروان چڑھے گا، بچہ کے لئے کھیلنے، پڑھنے لکھنے اور سونے کے اوقات مقرر کیجئے، مغرب کے بعد باہر رہنے یا بغیر اجازت گھر سے باہر جانے کا عادی مت بنایئے۔

O بچہ میں سلیقہ، طریقہ، ڈھنگ پیدا کرنے اور گھر کو صاف ستھرا رکھنے کیلئے ان سے گھر کے کچھ کام بھی لئے جائیں اور گھر میں پڑی ہوئی چیزیں بچوں کو حکم دے کر اٹھائی جائیں اور ان کے سامان، کتابوں، کپڑوں کو ان کی جگہ رکھنے کا طریقہ سلیقہ سکھایا جائے ،لڑکیوں کو خاص طور پر گھر کا کام کاج کرنے کا عادی شروع سے بنایا جائے اور ان کو پکوان میں دلچسپی لینے والی بنائیں ،لڑکیوں کی تربیت ایسی کیجئے کہ وہ آئندہ چل کر بہترین بیوی اور بہترین ماں بن سکیں

O بچہ کے سامنے ماں باپ ایک دوسرے کو بُرا نہ کہیں، جیسے بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیٹا امّی اچھی نہیں ہے، ہمیشہ مارتی ہے، یہ تربیت کا صحیح طریقہ نہیں، ماں اور باپ بچہ کو ایک دوسرے کا ادب واحترام کرنے کی تلقین کریں۔

O بچہ کو بازار میں اگر کوئی چیز دلائیں تو وہاں کھانے مت دیجئے بلکہ ان میں صبر کا مادّہ پیدا کرنے کے لئے اور گھر پر اپنے بھائی بہنوں کو تقسیم کر کے کھانے کی ترغیب دیں۔

O اولاد میں تقابل نہ کریں کہ فلاں بیٹا ذہین ہے اور فلاں بیوقوف یا فلاں کالا یا فلاں

گورا بیٹا بیٹی ہے، اپنے ہی بچوں میں تقابل کر کے ان کی بے عزتی نہ کیجئے، اس سے دوسرے بچوں میں احساسِ کمتری پیدا ہوتی ہے۔

بچہ ماں باپ سے قریب رہے گا تب ہی تربیت ہوسکتی ہے

اولاد کو اللہ تعالیٰ کی نعمت، انعام، فضل اور عظیم عطیہ سمجھنا ہوگا، جب والدین اولاد کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھیں گے تو پھر ان سے بھرپور پیار و محبت کریں گے اور ان کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے تڑپیں گے، مگر یہ کب ہوگا؟ جب بچہ ان کے ساتھ رہے، تب ہی ان تمام باتوں کی تربیت کی جاسکتی ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ اولاد نہ دے تو وہ بے سہارا ہوجاتا ہے، بوڑھاپے میں دوسروں کے رحم و کرم پر رہتا ہے، اگر اولاد پر محنت کریں گے تو وہ بوڑھاپے کا سہارا بھی بنتی ہے اور آخرت میں ایصال ثواب کا ذریعہ بھی، مالدار لوگ اپنی اولاد کو نوکروں کے یا ہاسٹل کے حوالے کر دیتے ہیں اور خود عیش کرتے ہیں، بناؤ سنگھار میں، دنیوی کاروبار میں مصروف رہتے ہیں، نوکر اور ہاسٹل والے بچوں سے نہ ویسی محبت کرتے ہیں اور نہ ان کی تربیت ہی کر سکتے ہیں، نوکر اَن پڑھ، بدعمل، بے دین ہوتے ہیں، وہ ماں باپ جیسی محبت نہیں دے سکتے، بچہ بورڈنگ میں رہنے یا نوکروں کے پاس رہنے سے یہ تمام تربیت سے محروم رہتا ہے، باہر کے ممالک میں بچوں کو نصاریٰ اور بے دین قسم کی عورتوں کو نوکرانی بنا کر ان کے حوالے کر دیا جاتا ہے، وہ عورتیں بے حیاء، بے شرم، حرام و حلال سے دور، سور، کتا، بلی، سانپ، مینڈک اور چوہا جیسی چیزیں کھاتے، شراب پیتے، بچے زیادہ وقت ان ہی کے ساتھ رہتے ہیں، ایسے لوگوں کی اولاد دین سے کچھ بھی واقف نہیں ہوتی، اس لئے اولاد کو نعمت جانئے اور اس نعمت کی حفاظت کیجئے، اکثر نوابوں اور جاگیرداروں کی اولاد پچھلے زمانوں میں اسی لئے برباد ہوگئی، چونکہ وہ بچپن میں ماں باپ کی تربیت سے محروم رہی، اپنی اولاد کو صحیح معنی میں مسلمان بنانا ہو اور ماں باپ کو اپنی اولاد کے سامنے زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کا مظاہرہ کرنا سیکھنا ہو تو ہماری مشہور کتاب ''**اولاد کو مسلمان بنانے کا طریقہ**'' ضرور پڑھیں۔

پندرہ سال سے پہلے کی تربیت میں ان باتوں کو بھی ذہن میں رکھیئے

☆ چھوٹے بچے سادہ کاغذ ہوتے ہیں ان پر جو نقش کیا جاتا ہے وہ اسی کے عادی اور پسند کرنے والے بن جاتے ہیں، اس لئے اس سادے کاغذ کو اسلام کے رنگ میں رنگ دیجئے.

☆ معاشرے کی سدھار کا ایک اہم پہلو اولاد کی تربیت بھی ہے اگر اولاد کی تربیت نہیں کی گئی تو معاشرے میں سدھار نہیں ہوسکتا، موجودہ زمانے میں مسلم معاشرہ کی بگاڑ کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ اولاد کی اسلامی تربیت نہیں کر رہے ہیں.

☆ سرکس میں ایک ہنٹر ماسٹر جنگلی جانور شیر، ببر، چیتا، ریچھ اور ہاتھی وغیرہ پر محنت کر کے ان کو اپنے اشاروں پر نچاتا ہے اور اُن سے مختلف کام لیتا ہے، مگر افسوس اکثر مسلمان اپنی اولاد پر محنت نہیں کرتے اور نہ انکو اللہ تعالی کا فرمانبردار بناتے ہیں حالانکہ فہم وفراست میں وہ جانوروں سے زیادہ بڑھے ہوئے ہوتے ہیں.

☆ چھوٹے بے شعور بچوں پر محنت کرنا بہت مشکل کام ہے، اس کیلئے بے انتہاء صبر اور قوت برداشت ہونا بہت ضروری ہے ان کی تربیت کے لئے اُسی طرح چوکنا رہنا ہوگا اور محنت کرنی ہوگی جیسے جانور اپنے بچوں پر محنت کرتے اور کڑی نظر رکھتے ہیں.

☆ ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ بچوں کی جو کچھ تربیت کرنا ہو ان کے جوان ہونے سے پہلے کیجئے جوان ہونے کی عمر ۱۴ سے ۱۶ سالوں کے درمیان ہے اسکے بعد بچے ماں باپ کی نصیحت سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے وہ اپنی عقل کو سب کچھ سمجھتے اور اپنی مرضی پر عمل کرتے ہیں

☆ ماں باپ اولاد کے لئے ایسے ہی بے چین اور تڑپ رکھنے والے بنیں جیسے پیغمبر اپنی امت کیلئے تڑپتے اور بےچین رہتے تھے اور ان کی درستگی کی فکر ویسی ہی کریں جیسے پیغمبر کرتے تھے.

☆ اگر ماں باپ اولاد کی تربیت کریں گے تو آئندہ زندگی میں اپنے اولاد سے سکون وچین پائیں گے اور اگر تربیت نہیں کریں گے تو وہ اپنی ہی اولاد سے مصیبت اور تکلیف حاصل کریں گے.

☆ اولاد کو اپنے پیٹ سے پیدا کر کے غیر مسلم نہ بنایئے اور نہ ان کو جہنم کیلئے تیار کیجئے

مگر ماں باپ اپنی نا اہلی ،غفلت اور نادانی و بیوقوفی سے اولاد کو اسلام سے دور کر کے جہنم کے راستے پر چلا رہے ہیں.حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن وہ انسان بہت نادم و پشیمان ہوگا جس نے دوسروں کی دنیا بنانے کیلئے اپنی آخرت برباد کردی.کنزالعمال ایک اور روایت میں حضورؐ نے فرمایا لوگوں میں مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بُرا وہ ہے جس نے دوسروں کی دنیا بنانے کیلئے اپنی آخرت گنوادی بیہقی شعیب الایمان ماں باپ کو یہ حدیث ہمیشہ ذہن میں رکھنی ہوگی

☆ ماہرین طب کہتے ہیں کہ تین سال کی عمر سے بچے کی دماغی قوتوں کی رفتار تیز ہونا شروع ہوجاتی ہے.اور چھ سات سال کی عمر سے بچے میں ذہنی پختگی آنا شروع ہوجاتی ہے اور وہ ہر اچھی بری عادت پتھر کی لکیر کی طرح اپنے ذہن میں کھینچنا شروع کردیتا ہے،اس عمر سے زیادہ سے زیادہ شعور کے ذریعہ بچے کی عقلی نشوونما کی جائے بار بار نصیحت کی جائے ،ہر عمل پر ایجوکیٹ کیا جائے ،اچھے اور بُرے کی تمیز بار بار دی جائے ،بچہ ابتدائی چھ سالوں میں بعد کے بارہ سالوں کے مقابلے بہت کچھ سیکھ لیتا ہے.

☆ دس بارہ سالوں تک کی عمر کا دور تعلیم کے اعتبار سے زندگی کا سب سے قیمتی اور اہم دور ہوتا ہے اِسی عمر تک اسکو تعلیم کا خوب شوق ذہن ودماغ میں بیٹھایا جاسکتا ہے، جو بچے اِس عمر تک تعلیم کے عادی اور شوقین نہیں ہوئے تو وہ جوان ہونے کے بعد تعلیم کی طرف رغبت نہیں کرتے.

☆ اگر اس عمر تک بھیک مانگنے یا کمانے اور دولت ہاتھ میں رکھنے یا آوارہ بچوں کے ساتھ پھرنے یا خوب کھیل کود کے عادی یا فلموں اور ٹی وی دیکھنے کے عادی بن جائیں تو تعلیم میں بالکل دلچسپی نہیں لیتے اور تعلیم سے جی چرانا شروع کردیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ موجودہ مسلم معاشرے میں لڑکے کم پڑھ رہے ہیں

☆ دس بارہ سال کی عمر کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اطراف کے لوگوں کو دیکھ کر ان کی نقل کرتے اور نقالی میں اچھے بُرے اعمال سیکھتے ہیں، اسلئے اس عمر تک کے بچوں کے سامنے گھر میں خاص طور پر اسلامی ماحول پیدا کیا جائے اور گھر کے تمام افراد بچوں کے سامنے اسلامی اعمال کا مظاہرہ کریں ،ورنہ گھر کے افراد خود اپنے گھر کے بچوں کو اسلام سے محروم کرنے اور اسلام سے دور کرنے کے ذمہ دار بنیں گے.ماں باپ دراصل اولاد

کیلئے چلتا پھرتا مدرسہ ہیں، اسلئے ان کو اپنا ہر عمل بچوں کے سامنے اسلام کے مطابق کرنا ہوگا۔

☆ اگر ماں باپ گھر میں خاص طور سے بچوں کیلئے دیندارنہ ماحول بنائے رکھیں تو اس سے بچوں میں بچپن ہی سے خود بہ خود دینداری پروان چڑھتی رہے گی اور وہ دین ہی کو اپنی پسند بنانا شروع کردیں گے.

☆ بچہ کی عادتوں، مزاجوں اور طبیعتوں میں دین پسندی اور دین سے لگاؤ جوان ہونے سے پہلے ہی بھر دی جائے، اس کے بعد وہ خواہشات، جذبات، ماحول اور اپنی عقل کی مرضیات پر دوڑنا چاہتا ہے .

☆ اکثر لوگ جوان ہونے تک شعور دیئے بغیر صرف رٹا رٹا کر دین کی تعلیم دیتے ہیں۔شعور دیئے بغیر صرف رٹا رٹا کر دین کی تعلیم دینے سے اس کی عقل میں کوئی شعور بیدار نہیں ہوتا، دینی تعلیم ایسے شعور کے ساتھ دیجئے کہ بچہ کی عقل ہر روز بڑھتی جائے یہ کب ہوگا جب اس کو اس کی عقل کے مطابق دین سمجھایا جائے .اسلئے بچے کی عقل وفہم کے مطابق دین کی تعلیم دینے کی محنت کیجئے اس کیلئے ہماری کتاب ''تعلیم الایمان'' کے تمام حصے والدین پہلے پڑھیں.

☆ بچہ کے بیج کی حفاظت کرنا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے ماں اور باپ بسم اللہ پڑھیں، ورنہ شیطان بھی نطفہ میں شریک ہوتا ہے خاص طور پر صحبت سے پہلے مسنون دعا پڑھیں.

☆ بچہ کو جب دودھ پلانے کا وقت آئے تو ماں پورے سکون کے ساتھ ہو سکے تو وضو کرے اور بسم اللہ کہہ کر اپنی چھاتی بچہ کے منہ میں دے اور بچہ کے دودھ پینے تک زبان سے اللہ تعالیٰ کے کسی ایک صفتی نام کا ورد کرتی رہے مثلاً یارحمٰن ، یارحیم، یاکریم ، یاغفور، یارب، یاخالق، یارازق، یاسمیع یابصیر وغیرہ اور نام کے معنیٰ بھی دل ودماغ میں لائے اور اللہ تعالیٰ کا خیال دل میں جمائے رکھے۔اس سے بچے کے پیٹ میں غذا کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے نام کا اثر عظمت، توحید اور اللہ کی محبت کے جذبات بھی منتقل ہوں گے، پھر دودھ پلانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کر کے بچہ کیلئے دعا بھی کرے، دودھ کی بوتل بچہ کے منہ میں دیتے وقت بلند آواز سے بسم اللہ کہے تاکہ بچہ اللہ تعالیٰ کا نام بار بار سنتا رہے، کھانے کا نوالہ دیتے وقت بھی

بلند آواز سے بسم اللہ کہہ کر بچے کے منہ میں نوالہ دے۔اس سے شیطان کھانے میں شریک نہیں ہوتا اور شروع سے بچہ شیطان کے غلبہ سے بچ جائے گا۔ بچے کے سامنے بار بار اللہ کی تعریف اور بڑائی بیان کرے۔

☆ دودھ یا کھانا کھلا دینے کے بعد ماں خود اللہ تعالیٰ کا بچہ کی طرف سے شکر کے کلمات ادا کرے اور پھر اس کی صحت مندی اور اسے طاقت حاصل ہونے پر بچے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وبندگی پیدا ہونے کی دعا کرے، انشاء اللہ اگر کوئی ماں بار بار اس طرح عمل کرتی رہی اور اللہ تعالیٰ کو پکارتی رہی تو اس کا بچہ نیک اور صالح نکلے گا .

☆ بچوں کو سلاتے وقت ایسے کلمات استعمال کرے جس میں بار بار اللہ تعالیٰ کا نام آتا ہو، جسے ہاتھ کس نے بنایا؟ پیر کس نے بنایا؟ بولو بچوں اللہ اللہ، اللہ اللہ یا پھر بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا اللہ ھو اللہ گاتے ہوئے پڑھ کر بچے کو سناتے ہوئے سلائے، اس سے ماں بھی کچھ دیر اللہ کے ذکر میں مشغول رہے گی اور وہ اپنی تتلی زبان میں اللہ اللہ بولنا شروع کردے گا۔

☆ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دی کہ بچہ جب بات کرنے لگے تو کلمہ طیبہ یا اللہ اللہ کہنا سکھاؤ، اس سے یہ معلوم ہوا کہ ماں باپ پر اولاد کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ بچے کو دس بارہ سال کے اندر ہی مضبوط طریقہ سے توحید کی تعلیم دیں۔دس بارہ سال کی عمر تک بچہ میں اپنی شناخت مضبوط کرائی جائے کہ وہ کون ہے؟ مسلمان ہے. مسلمان کسے کہتے ہیں؟ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی بنیادی باتوں پر ایمان لائے اور آپکی اتباع میں اسلام پر زندگی گزارے، وہ مسلمان ہے اسلام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی پوری طرح اطاعت وغلامی کرنا. مزید سوالات کی جانکاری کیلئے کہ مسلمان کا عقیدہ کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کون ہے اور کیسا ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ وحی کسے کہتے ہیں؟ ہماری کتاب (تعلیم الایمان) کے تمام حصے پڑھیئے.

☆ حضرت ابن عباسؓ جب بچے تھے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی تربیت یوں فرمائی: کہ اے بچے تم! اللہ کے ہر حکم کی حفاظت کرو تو اللہ کو ہمیشہ اپنے پاس پاؤ گے، جب تم سوال کرو تو صرف اللہ ہی سے سوال کرو، اور جب

مدد چاہوتو اللہ ہی سے مدد چاہو، ہمیشہ یاد رکھو کہ اگر پوری دنیا کے لوگ مل کر تمہیں کوئی فائدہ پہونچانا چاہیں تو نفع نہیں پہونچا سکتے اور سب مل کر تمہیں نقصان پہونچانا چاہیں تو نقصان نہیں پہونچا سکتے مگر اللہ نے جتنا تمہاری قسمت میں لکھ دیا ہے اتنا ہی نفع ونقصان پہونچا سکتے ہیں (احمد، ترمذی) ذرا غور کیجئے اللہ کے رسول چھوٹے بچے کو کیسی زبردست تعلیم دے رہے ہیں

☆ بچے عام طور پر دنیا میں لوگوں کو مختلف مذاہب پر چلتے ہوئے دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ کونسا مذہب صحیح ہے؟ یا ان کے ذہنوں میں باہر کے لوگ یہ بات ڈالدیتے ہیں کہ سب مذاہب صحیح ہیں صرف راستے الگ الگ ہیں، بچے کے شعور آنے سے پہلے ہی سمجھا دیجئے کہ سب راستے صحیح نہیں صرف ایک ہی راستہ صحیح ہے، وہ راستہ اسلام کا ہے، ہر ایک کے راستے خدا سے الگ الگ ہیں، خدا تک جانے والے نہیں، اسلئے کہ کوئی خدا کو دو مانتا ہے، کوئی تین مانتا ہے، کوئی ہزاروں مانتا ہے اور کوئی مخلوقات میں بھی خدا جیسا کمال مانتا ہے اور کوئی پیغمبر کو نہیں مانتا اور کوئی آخرت کا غلط تصور رکھتا ہے، کوئی کتاب ہی کو نہیں مانتا۔ صرف اسلام کا راستہ ہی صحیح راستہ ہے کیوں کہ وہ خدا کو ایک اور اکیلا ماننے اور کسی کو اسکے ساتھ شریک نہ کرنے کی تعلیم دیتا ہے، بچے میں شعور کے پختہ ہونے سے پہلے ہی جسطرح غنڈے، بدمعاش، چور، آوارہ، گمراہ لوگوں کے بارے میں صاف صاف طریقوں سے دماغ میں بٹھادیا جاتا ہے، اُسی طرح گمراہ، خدا کی صحیح پہچان نہ رکھنے والوں کے بارے میں صاف صاف طریقوں سے سمجھا دیا جائے اور اس کے ایمان وعقیدہ کو مضبوط کیا جائے تاکہ وہ جوان ہوکر مغربی کلچر، شرک، کفر دہریئے بدعات وخرافات سے دور رہیں اور انکو سمجھ میں آجائے کہ اسلام ہی سچا دین ہے اسکے لئے ہماری کتاب ''اسلام ہی سچّا دین ہے'' پڑھیئے .

☆ بچہ کو جوان ہونے سے پہلے ہی سمجھائیں کہ ایمان، اسلام، شرک، کفر، بدعات فسق وفجور کسے کہتے ہیں؟ تاکہ بچے کے ذہن میں یہ باتیں اچھی طرح راسخ ہوجائیں تب ہی وہ صحیح ایمان والا بن سکتا ہے.

☆ عام طور پر ماں باپ بچے کو روایتی اور بے شعوری کی تعلیم دلاکر خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دینی تعلیم دلادی. چنانچہ بعض بچے ارکان اسلام تو شوق سے بیان

کرتے ہیں، مگر جب ان سے پوچھا گیا کہ تم کو کھانا کون دیتا ہے؟ تو انہوں نے کہا...... امی. دودھ کون دیتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ...... بھینس اور فروٹ کون دیتا ہے؟ تو انہوں نے کہا درخت. ذرا غور کیجئے بچہ شعور سے کیسے خالی ہے؟ بچے کو بچپن سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوب معلومات دیجئے بار بار اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہی سمجھاتے رہئے تا کہ اسکو یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آجائے کہ اللہ تعالیٰ امی، ابا، درختوں، جانوروں کے ذریعہ ہماری ضروریات پوری کرتا ہے، وہی ساری کائنات کا پالنے والا ہے غرض بچے کو جوان ہونے سے پہلے توحید، رسالت اور آخرت اچھی طرح سمجھایئے اسکے بجائے لوگ محنت زیادہ تر مسائل سکھانے پر کرتے ہیں، مسائل سکھانے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ بچپن ہی میں ایمان کو مضبوط کیا جائے

☆ نماز کیلئے دس سال کے بعد سختی کرنے کا حکم ہے، سختی کرنے کی آسان شکل یہ ہے کہ اولاد میں جو بچہ نماز نہ پڑھے باپ اس سے ناراضگی کا اظہار کرے اور اس سے کہے کہ وہ سامنے نہ آئے، اپنے ساتھ بیٹھ کر دستر خوان پر کھانا کھانے نہ دے. کوئی چیز پھل وغیرہ لائے تو بولا کر لاڈ و پیار کے ساتھ نہ دے، بلکہ کسی اولاد سے اسکے مقام پر بھیج دے، نماز پڑھنے تک محبت سے بات نہ کرے تا کہ اُسے اچھی طرح احساس ہوجائے کہ اسکے ساتھ یہ سلوک بے نمازی ہونے کی وجہ سے کیا جا رہا ہے۔ اس سے نماز پڑھنے کی فکر کریگا، بچے نماز نہیں پڑھتے تو ماں باپ ان کے ساتھ کوئی سخت رویہ اختیار ہی نہیں کرتے جسکی وجہ سے وہ بچپن سے بے نمازی بنے رہتے ہیں اور شیطان انکو نمازی بننے نہیں دیتا، ماں بھی خاص طور پر بچے کو نماز نہ پڑھنے پر باپ کے ناراض ہونے کا احساس دلا کر مسجد بھیجے یا پھر بچہ کھانا مانگے تو وقت پر کھانا نہ دے اور احساس دلائے کہ وہ پہلے نماز ادا کرے تب کھانا ملے گا. بچے اگر فجر کو نہ اٹھ سکیں تو منہ ہاتھ دھوتے وقت وضو کرنے کی تاکید کریں اور پہلے فجر کی قضاء شدہ نماز ادا کرنے کو کہیں جب تک وہ فجر کی نماز نہ ادا کرے ناشتہ نہ دے. اسکول سے آنے کے بعد جو نمازیں نہیں پڑھیں اُسے ادا کرنے کی تاکید کریں، اس سے بچے میں بچپن ہی سے پانچ وقت نماز کا احساس اور عادت ہوجائیگی اور وہ وقت پر پڑھنے کی کوشش کرے گا بچپن سے ہر روز صبح یا شام ایک دو رکوع ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرنے تک کھانا یا میٹھائی دودھ یا کھیل کی چیزیں،

نہ دیں جس طرح دنیا کی تعلیم پر سختی کی جاتی ہے، اُسی طرح نماز اور تلاوت پر سختی کی جائے اس سے بچہ خود شعور آنے سے پہلے نماز اور تلاوت کا عادی بن جائیگا.

☆ دینی تعلیم دلاتے وقت مارا پیٹا نہ جائے، وحی ورسالت کی تعلیم مار پیٹ کر نہ دیں، عام طور پر قرآن مجید کی سورتیں اور نماز یاد دلانے کیلئے پٹائی کی جاتی ہے، یہ طریقہ صحیح نہیں ہے بچہ کو کہیں کہ وہ پوری نماز یاد کرلے تو سو روپے دیئے جائیں گے یا فلاں سورہ یاد کرلے تو ۲۵ روپے دیئے جائیں گے یا سیکل دلائی جائے گی یا وہ دن بھر میں جتنی نمازیں پڑھے گا ہر نماز پر ایک روپیہ دیا جائے گا، تا کہ وہ پیسے جمع کرنے کے عادی بنیں یا پھر ان کو ان پیسوں سے ان کی پسند کی چیز دلا دیجئے بچے اِسی شوق ولالچ میں نماز ادا کرنے والے بن جائیں گے.

☆ بچے کو بچپن سے سنتوں کا عادی بنانے کیلئے۔ کپڑے پہناتے وقت خاص طور پر ماں خود بچے کو سیدھے ہاتھ اور سیدھے پیر سے کپڑے پہنائے اور اتارتے وقت بائیں پیر اور بائیں ہاتھ سے اتار کر بچے کو عادی بنائے. کوئی کھانے کی چیز دے تو سیدھے ہاتھ میں دے اور اُسی ہاتھ سے کھانے کی تلقین کرے۔ چپل جوتا پہناتے وقت بھی ایسا ہی کرے، پانی پیتے وقت اور پیشاب کرتے وقت بچے کو احساس دلائے کہ وہ جانوروں کی طرح کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے اسے بیٹھ کر پیشاب کرنا اور بیٹھ کر پانی پینا چاہئے غیر مسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر پانی پیتے ہیں.

☆ بچے کو کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی سنت کا پابند بنایئے بار بار تلقین کیجئے کہ وہ کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کی تعریف، شکر و حمد بیان کرتے ہوئے کھائے.

☆ ہر عمل میں بچے کو وہ عمل کرنے سے پہلے اسکی مسنون دعا معنوں کیساتھ سنئے اور بار بار اس عمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور ادب بتلایئے اور بچے کو ہر عمل کے تعلق سے اسلام اور غیر اسلام سمجھاتے رہیں اور یہ احساس دلاتے رہیں کہ دنیا میں سب سے اچھا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپکی اطاعت کرنے سے اللہ تعالی کی اطاعت ہوگی یہ کام ہر روز ماں ہی کو کرنا ہوگا، اسلئے کہ باپ زیادہ تر باہر رہتا ہے اور بچہ ماں کے ساتھ زیادہ وقت گذارتا ہے اس شعور کے حاصل کرنے کیلئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھیئے.

☆ بچہ چھینکے تو ماں باپ خود الحمدللہ کہہ کر بچے کو یہ کلمہ بولنے کا عادی بنائیں

☆ دسترخوان پر بچوں کو ساتھ لے کر بیٹھیں اور بلند آواز سے ماں باپ خود مسنون دعا پڑھیں اور کھانے کے آداب ہر روز سناتے رہیں اور خود بھی بلند آواز سے بار بار اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد بیان کریں۔ ماں باپ چونکہ اُٹھتے بیٹھتے تربیت نہیں کرتے اس لئے بچے کچھ بھی سیکھ نہیں پاتے دینی تعلیم صرف دعائیں سنانے اور سورتیں سنانے کا نام نہیں .

☆ بچہ آپ کا کوئی کام کرے، پانی لاکر پلائے یا چائے لاکر دے یا جوتا چپل لاکر دے تو بلند آواز سے جزاک اللہ خیراً اللہ آپکو اس کی بہترین جزاء دے کہہ کر اس کی تربیت کریں اور وہ سبق یاد کر لیے یا اسکول جا کر آئے، یا نماز پڑھ لے تو ماشاء اللہ کہہ کر تربیت کریں کہ اللہ نے چاہا آپ سبق یاد کر لیے، اللہ نے چاہا آپ اسکول جا کر آئے، اس طرح وہ بھی اپنی گفتگو اور تمام کاموں میں جزاک اللہ، ماشاء اللہ، الحمداللہ بولنے کا عادی بنے گا .

☆ جمعہ کے دن خاص طور پر غسل کرنے کی عادت بچپن سے ڈالیں اور جمعہ سے پہلے ناخن وغیرہ نکالنے کا عادی بنائیں، عطر وغیرہ لگا کر جمعہ کا احساس بچے میں پیدا کیجئے .

☆ گھر سے باہر لڑائی جھگڑا کر کے آئے تو ماں باپ اس کی تائید کر کے نہ لڑیں، اُس سے بچہ میں نڈر پن اور لڑائی کا مزاج بنتا ہے اور وہ بار بار جھگڑا شروع کر دیتا ہے، بلکہ یکطرفہ صبر اختیار کرنے اور اپنی اولاد کو باہر جانے سے منع کریں اور باہر کے بچوں کو علیحدگی میں ڈانٹ ڈپٹ کریں، اپنے بچوں کو پڑوسیوں کا ادب واحترام سکھائیں، ماں باپ کو بچے پر اس طرح نگاہ رکھنے سے اس میں انشاء اللہ دینداری پیدا ہوگی، صرف مولوی صاحب یا مدرسہ کے حوالے کرنے سے تربیت نہیں ہوتی۔

☆ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرنے میں خرچ کیا ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا ان میں سب سے زیادہ اجر وثواب اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا (مسلم) یہ مال فیشن پرستی، فضول خرچی، یہود ونصاریٰ کے طریقے، فلمیں، بے حیائی وبے شرمی کے طریقے سیکھانے پر خرچ کرنے سے اجر وثواب نہیں ملیگا